رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس منہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر قاضی عبدالرحیم صاحب بی اے علیگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱ | ۲۷-اپریل و ۴- مئی سنہ ۱۹۱۶ء - مطابق ۲۳ جمادی الثانی یکم رجب سنہ ۱۳۳۴ھ از قادیان دارالامان | نمبر ۲۹

احمدیہ جماعت کے عقائد

۱- اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ کوئی شخص اسکی ذات یا اسکی صفات میں یا اسکی عبادت میں نہ اسکا شریک ہے۔ نہ شریک ہو سکتا ہے۔ ۲- ملائکہ کا وجود برحق ہے۔ ۳- خدا تعالیٰ نے قدیم سے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے ہر ملک اور ہر قوم میں نبی مبعوث فرمائے ہیں۔ اور ہم سب نبیوں کی صداقت کے قائل ہیں۔ جن نبیوں یا کتب کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ انپر فرداً فرداً اور جن کا ذکر نہیں انپر بحیثیت مجموعی ایمان رکھتے ہیں۔ ۴- ہماری کتاب قرآن کریم اور ہمارا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو خاتم النبیین ہیں۔ ۵- الہام کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہے۔ اور کھلا رہیگا۔ خدا تعالیٰ کی کوئی صفت معطل نہیں ہوتی۔ جیسا وہ پہلے بولتا تھا۔ اب بھی اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اور کرتا رہیگا۔ ۶- ہمارا ایمان ہے۔ کہ قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تقدیر برحق ہے۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ اور دعاؤں سے عظیم الشان امور حل ہو سکتے ہیں۔ ۷- بعثت بعد الموت کے ہم قائل ہیں اور ہمارا یقین ہے۔ کہ دوزخ و جنت اپنی تمام کیفیات سمیت جو قرآن کریم و احادیث میں مذکور ہیں حق ہیں اور یہ کہ حشر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہوں گے۔ ۸- ہمارا یقین ہے۔ کہ جس کی آمد کی انبیائے سابقین نے مختلف الفاظ میں پیشخبری دی تھی۔ اور قرآن نے سورہ جمعہ میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ الخ میں جسکی آمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بعثت ثانیہ فرمایا ہے۔ اور جسکا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح نبی اللہ اور مہدی رکھا ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں۔ اور آپکے سوا اور کوئی شخص مسیح موعود نہیں۔ ۹- ہمارا یقین ہے۔ کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے۔ جسکے بعد کسی اور نئی شریعت کی قیامت تک ضرورت نہیں۔ اور آنحضرت صلعم تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی شخص سوائے آپکی کامل اطاعت اور آپ کی غلامی کے اعلیٰ کمالات حاصل کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ نہ ہو سکتا ہے۔ پس ہم اس بات کے ہرگز قائل نہیں۔ کہ اس امت کی اصلاح کیلئے کوئی شخص پچھلے نبیوں میں سے دوبارہ اس دنیا میں بھیجا جائے۔ کیونکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ میں کمزوری ماننی پڑتی ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں (نعوذ باللہ) اتنی طاقت نہیں کہ اپنی امت کی خود اصلاح کر سکیں۔ اور دجالی فتنہ کو دور کر سکیں؟ پس کیا ضرورت ہے جو حضرت نبی کو مدد کے لیے بلایا جائے۔ لہذا ہمارا یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی امت میں سے آپکے ہی فیض اور قوت قدسیہ کے اثر سے ایک شخص نبوت کا درجہ پا سکتا ہے۔ اور آپکے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا۔ جو کوئی نئی کتاب لائے۔ یا جس نے نبوت کا درجہ براہ راست بلا اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہو۔ نہ نیا نہ پرانا کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرمایا۔ اور دوسری طرف آنیوالے مسیح کو نبی اللہ کہکر یاد فرمایا ہے۔ جسکے مطابق ہمارا ایمان ہے۔ کہ امت محمدیہ میں سے ایک شخص (مسیح موعود) نے اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں درجہ نبوت حاصل کیا ہے ۱۰- ہم معجزات انبیاءؑ کے قائل ہیں۔ جن کا اصل قرآن کریم کے مطابق آیات اللہ ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے جلال کے اظہار اور اپنے مرسلوں کی صداقت کے اثبات کے لیے اپنے رسولؑ کے ہاتھ پر ایسے نشان دکھاتا ہے۔ جو انسانی طاقت سے بالا ہوتے ہیں۔ ۱۱- مثیل موسیٰ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ سے افضل اور مثیل مسیحؑ یعنی مسیح موعودؑ مسیح سے افضل ہے۔ ۱۲- مسیح موعودؑ کے انکار کا وہی نتیجہ ہے۔ جو دوسرے انبیاء کے انکار کا۔

ہدایات: ۱- غیر احمدی کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے ۲- غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھنا بھی درست نہیں ۳- غیر احمدی کو لڑکی کا رشتہ دینا بھی منع ہے۔ ۴- سلسلہ بیعت کی بیعت ضروری ہے ۵- ضرور ہے سلسلہ کے لیے حسب حیثیت چندہ دینا واجب ہے۔ ۶- سلسلہ کا مرکز مدینۃ المسیح قادیان ہے۔

الفاظ بیعت حضرت خلیفہ ثانی

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله ۲ بار

میں آج محمود کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔ اور اپنے تمام پچھلے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اور آئندہ بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ شرک نہیں کروں گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا اسلام کے سب حکموں پر عمل کرنیکی کوشش کرتا رہوں گا تبلیغ اسلام کو اپنا اعلیٰ فرض خیال کروں گا۔ قرآن کریم اور احادیث کے پڑھنے پڑھانے یا سننے میں کوشاں رہوں گا۔ جو نیک کام تم مجھے بتاؤ گے۔ ان میں ہر طرح تمہارا فرمانبردار رہوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کروں گا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ربّ دعاوی پر ایمان رکھوں گا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ ۳ بار۔ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ۔ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۳ بار +

اے میرے ربّ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تو میرے گناہ بخش۔ کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین +

اور بعد ازاں دعا کرتے ہیں +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تختگاہ خلافت

ایوان خلافت | حضرت امیر المومنین خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے اور درس قرآن مجید مسجد اقصیٰ میں حضور فرماتے ہیں جسمیں ایسے ایسے معارف بیان ہوتے ہیں کہ کلام الٰہی پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔

خاندان رسالت | حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اب بفضلہ تعالیٰ صحت ہے اور دیگر صاحبزادگان سلمہم الرحمٰن و جمیع متعلقین امیر المومنین رضی اللہ عنہم اجمعین بھی بخیریت ہیں۔

قمر الانبیاء | حضرت میاں بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ امتحان ایم۔ اے میں کامیاب ہو گئے۔ جسکے لیئے ہم اول بارگاہ باری تعالیٰ میں سجدات شکریہ بجالاتے ہیں۔ جس نے ہماری دعاؤں کو قبول فرمایا۔ اور پھر بحضور امیر المومنین و حضرت ام المومنین و میاں بشیر احمد صاحب و میاں شریف احمد صاحب مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

خلافت اولیٰ | کے ممبران میں بعض کو بخار کی شکایت ہے اور سب خیریت ہے دعاء صحت فرمائی جاوے۔

درخواست دعا | عاجز ایڈیٹر فاروق کی اہلیہ عرصہ سے ایک مرض کی تکلیف میں مبتلا ہے ناظرین درد دل سے دعاء صحت فرماویں۔

شکایت بخار | اجکل قادیان میں بخار کی تمام شکایت ہے گھر گھر کوئی نہ کوئی اس تکلیف میں گرفتار ہے۔ احباب دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بخار کو دور فرماوے۔ آمین

لکھنؤ | ۱۸۔ مئی کو بتقریب نکاح دختر برادرم مولوی کبیر الدین احمد صاحب و تبلیغ سلسلہ مولوی سید سرور شاہ صاحب و شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور بحکم امیر المومنین لکھنؤ تشریف لے گئے۔

ایڈیٹر اہلحدیث کو سزا | مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری پر جو مقدمہ ہتک عزت کا مولوی ابو تراب عبد الحق صاحب اہلحدیث نے عدالت امرتسر میں دائر کیا ہوا تھا اسمیں بعد ثبوت جرم مولوی ثناء اللہ صاحب کو یکصد روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی جسکا اپیل سنا ہے کیا جائیگا۔

ایک غیر مقلد کو جرمانہ | مولوی حکیم عبد الحق امرتسری پر جو لائبل کیس ایڈیٹر اہلحدیث نے دائر کیا تھا اسمیں ملزم کو ایک صد روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔

(فاروق) ہمیں دونوں کیحالت پر افسوس آتا ہے کہ اب جس صلح کے ذریعہ وہ الزام سے بری ہونا چاہتے ہیں پہلے اُس سے انکار کرتے رہے ہیں۔ اور اب بجز اس صورت کے چارہ کار نہیں دیکھا کہ اس ندامت کو اسی صلح کے ذریعہ دُور کریں جس سے پہلو انکاری تھے سچ ہے ؎

آنچہ دانا کند کند ناداں ۔ لیک بعد از ہزار رسوائی

جذبات محبت

مندرجہ ذیل نظم حکیم حاجی شہزادہ عبد المجید صاحب لدھیانوی نے بحضور حضرت خلیفہ ثانی مسجد مبارک میں پڑھکر سنائی۔ جسکو ناظرین فاروق کیلیئے درج اخبار کیا گیا۔

ایڈیٹر

الٰہی ترا فضل بے انتہا ہے ۔ ترے فضل کا ہی ہمیں آسرا ہے
ترا فضل فضلِ عمر پر خدایا ۔ بہت ہی بڑا ہاں بہت ہی بڑا ہے
وہ ہو کر بشیر اس جہاں میں ہے آیا ۔ وہ اب کشتیِ دین کا ناخدا ہے
وہ محمود ہے اپنی سب خوبیوں میں ۔ وہ احمد بھی ہے حمد اسکی غذا ہے
وہ لختِ جگر ہے خدا کے نبی کا ۔ وہ بیتِ رسالت کا روشن دیا ہے
وہ صورت میں اور سیرت باطنی میں ۔ نظیرِ مسیحا ز سر تا بپا ہے
ہے محمود کا آنا دنیا میں ایسا ۔ کہ گویا خدا آپ ہی آگیا ہے
ذرہ غور سے دیکھ محمود کی شان ۔ کہ شانِ خدا اسمیں جلوہ نما ہے
کرو شکر اس دولت بیکراں کا ۔ کہ یہ خاص تم پر ہی فضلِ خدا ہے
کرو حاصل اسکی رضا اے عزیزو ۔ کہ اسکی رضا میں رضائے خدا ہے
اگر ہو سکے تم سے اُسکی دعا لو ۔ کہ اُسکی دعا ہر الم کی دوا ہے
خدا عشق محمود کی مے پلا دے ۔ یہی دل کی حسرت یہی مدعا ہے
وہ محبوبِ حق ہے قسم ہے خدا کی ۔ جو دشمن ہے اس کا وہ حق سے جدا ہے
جو اُسکی غلامی میں ہر دم فنا ہے ۔ وہی مرد مقبولِ خاص خدا ہے
خدا اُسکی ذہنِ رسا کا ہے مداح ۔ وہ اس وصف میں پختہ ثابت ہوا ہے
مسیح الزمان کی نہ کی قدر ہم نے ۔ کریں جتنا افسوس اسپر بجا ہے
مگر شکر ہے اُس خدا کا دوبارہ ۔ وہی وقت پھر ہمکو ہاتھ آگیا ہے
زمانِ مسیحا میں جو دیکھتے تھے ۔ وہی دور پھر اب نظر آرہا ہے
جماعت کی افسردگی مٹ چلی ہے ۔ فرشتو نکی تحریک پھر جا بجا ہے
کرو قدر اسوقت کی بادل و جاں ۔ کہ یہ وقت وقتِ نزول خدا ہے
کرو ہوش اے دشمنانِ کمینہ ۔ تمھیں کیا ہوا کیا ہوا کیا ہوا ہے
نہ دُکھ دو تم اسکو نہ اسکو ستاؤ ۔ کہ وہ باپ کی گود والا دُلا ہے
نہ کاٹو تبر سے تم ایسے شجر کو ۔ کہ باغِ احمد کا نخل رسا ہے
میاں صلحب انکو کہا کرتے حضرت ۔ پھر ایسے میاں کی ہتک کیا روا ہے
جو موعود فرزند تم نے تھا مانا ۔ قسم ہے خدا کی وہی آگیا ہے

نہ منکر ہو تم نشانِ خدا کے ۔ اگر کچھ تمھیں خوفِ روزِ جزا ہے
کرو شکر پوری ہوئی پیشگوئی ۔ اگر کچھ تمھارے دلوں میں صفا ہے
نہ غداری دکھلاؤ آلِ نبی سے ۔ کہ یہ تو خلافِ طریقِ وفا ہے
سنو قدرتِ حق کی باتیں عزیزو ۔ کہ ان باتوں میں نور ہے اور ضیا ہے
خدا نے جو دیکھا کہ اب فی الحقیقت ۔ بلاؤں کے نرغہ میں دین آگیا ہے
تو اُس نے مسیحا کو دنیا میں بھیجا ۔ کہا جا مرے پیارے اب دیر کیا ہے
ضرورت ہے دنیا کو تیرے دموں کی ۔ کہ تیری دموں میں دُکھوں کی شفا ہے
نہ کر دیر پیارے خبر جلد لے تُو ۔ کہ دجالی فتنوں کا طوفاں بپا ہے
تجھے بخشے ہم نے مسیحائی انفاس ۔ جلا دینِ حق کو کہ وہ مر چکا ہے
تضرع سے اے میرے پیارے مسیحا ۔ دعا کر کہ اب وقت وقتِ دعا ہے
مسیحا نے سُن پایا جب حکم باری ۔ تو خوب اُس نے کی خدمتِ دین ادا ہے
دکھا کر نشان اُس نبی کی سب پر ثابت ۔ کہ اسلام کا ہی وہ سچا خدا ہے
نشان پر نشاں اتنے دکھلائے اُس نے ۔ کہ سب بول اُٹھے ہاں خدا ہی خدا ہے
خدا کا پتہ اُس سے ہی ہم نے پایا ۔ وجود اسکا آئینہ حق نما ہے
ہر اک دینِ باطل کو جڑ سے اکھاڑا ۔ کٹا اُس سے ہر شیطنت کا تنا ہے
ہوئے دم بخود سب کے سب ہی مخالف ۔ نہیں زور اب انمیں باقی رہا ہے
غرض ہر مخالف کو اُس نے لتاڑا ۔ پچھاڑا اسے جو عدوِ خدا ہے
ہے محمود فرزند اُسی مردِ حق کا ۔ کہ جس کا ابھی ذکر تم نے سُنا ہے
مسیح الزماں کا وہ روشن نشاں ہے ۔ وہی احمدی قوم کا پیشوا ہے
خلافت کی برکات سے ہے یہ حصہ ۔ وہی بات اسمیں نہیں جو خطا ہے
نہ کر بدگمانی میں جھوٹا نہیں ہوں ۔ وہی گا رہا ہوں جو سچ اور بجا ہے
خلافت کا جو مستحق تھا ازل میں ۔ اُسی کو یہ رتبہ عنایت ہوا ہے
امارت قدیمی وراثت ہے اسکی ۔ امیر جماعت ہے اور میرزا ہے
خلافت مسیحا کی اسکو مبارک ۔ وہ فی الارض اب نائب کبریا ہے
رہو پیٹتے سر کو کیا اس سے حاصل ۔ کہ جو ہونا تھا وہ تو اب ہو چکا ہے
اگر وہ خدا کا خلیفہ نہیں ہے ۔ تو کیوں خلق کی اسطرف التجا ہے
اگر وہ لیاقت میں کامل نہیں ہے ۔ تو کیوں ہر طرف سے اسی کو رجا ہے
یہ کیوں گردنیں اس طرف جھک رہی ہیں ۔ وہ کیوں مرجع خلق عالم بنا ہے
غرض فضل پر فضلِ ربی ہے بیحد ۔ کرم پر کرم اور عطا پر عطا ہے

الٰہی ہمیں بخش صدق و محبت ؎
یہی در پہ تیرے ہماری صدا ہے

اطلاع :- یہ پرچہ بوجہ بیماری کاتب دیر سے لکھا گیا اور آج ۲۰۔ مئی کو چھپکر شائع ہوا۔ الحمد للہ کہ قیام دہلی کی وجہ سے جتنے پرچے شائع نہیں ہوئے تھے وہ سب پورے کر دیئے۔ ماہ مارچ کے پانچ نمبر اور ماہ اپریل کے چار نمبر ملکر یہ مئی کے ہفتہ اول کا پرچہ ہے اسکے بعد انشاء اللہ ۱۱ تا ۲۵ مئی تین ہفتہ کا پرچہ جلد ہدیہ ناظرین ہوگا اور اسکے ساتھ ہی چار ماہ کا چندہ ختم ہو جائیگا۔ پھر یکم جون کا پرچہ آئندہ چار ماہ کیلیئے وی پی کیا جائیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار فاروق

قادیان۔ دارالامان۔ مورخہ ۲۷۔ اپریل۔ مئی ۱۶ء

تصدیق نبوت احمدیہ

النبوۃ فی الاسلام پر ایک نظر

(از سعید محمد نجیب بی اے)

یوں تو مولوی محمد علی صاحب کی کتاب النبوۃ فی الاسلام کا کثیر حصہ اس لائق ہے۔ کہ اس کے لفظ لفظ کی تردید کی جائے۔ مگر ہم سردست قریباً آٹھ ایسے مقامات پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جو یا تو حضرت مسیح موعودؑ کے مذہب کے سراسر خلاف ہیں۔ اور یا حضرت مسیح موعودؑ پر صریح حملہ ہیں۔ اور یا وہ ایسے ہیں۔ جن سے الٹا مسیح موعودؑ کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالےٰ نے حکم و عدل قرار دیا۔ اور تمام اندرونی و بیرونی اختلافات میں آپ کا فیصلہ ہمارے لئے ناطق ہے۔ اس لئے میں نے زیادہ تر مولوی صاحب کے جواب دیتے میں مسیح موعودؑ کی ہی کلام کو پیش کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مولوی صاحب یہ کہدیں۔ کہ سب سے مقدم قرآن اور حدیث ہے۔ اور اس کے بعد اور اس کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ کی تحریریں اور کلام۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اصولی بحث کے لئے یہی قاعدہ باندھا ہے۔ تاکہ حضرت مسیح موعودؑ کو جہاں اپنے برخلاف دیکھا۔ تو جھٹ یہ کہدیا۔ کہ یہ بات قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ لہٰذا قابل تاویل ہے۔ یا مردود۔ سو اسکا جواب سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ یہ ایک ایسا حیلہ ہوا گیا ہے جس سے مسیح موعودؑ کا دعوےٰ باطل ہو جاتا ہے۔ اور آپکی تحریروں سے امان اٹھ جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ حکم کی تعریف یہ کرتے ہیں ؛

حکم کا فیصلہ ناطق ہے

"پھر وہ حکم کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے اس کے ذرہ سنے تو کریں۔ ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے۔ کہ حکم اس کو کہتے ہیں۔ کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اسکا حکم قبول کیا جاوے۔ اور اسکا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے۔ ناطق سمجھا جاوے"

(اعجاز احمدی صفحہ ۲۹)

اب جبکہ اختلاف رفع کرنے کے لئے مسیح موعودؑ کا حکم اور فیصلہ ناطق ہے۔ اور یہی حکم ہونے کا تقاضا ہے۔ تو پھر افسوس اس قوم پر جو مسیح موعودؑ کی تحریروں کو اپنی قرآن دانی اور حدیث دانی کی میزان میں پورا اتارنا چاہتی ہے۔

الغرض ذیل میں مولوی محمد علی صاحب کا مذہب ایک طرف اور حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب دوسری طرف درج کرتا ہوں۔ اور یہ دکھاتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کی کتاب میں حضرت مسیح موعودؑ کے کسقدر خلاف لکھا گیا ہے ؛

نمبر ۱۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں "ان تمام مباحث میں ہمارے لئے مقدم قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ہے۔ اور اس کے بعد اور اس کے ماتحت حضرت مسیح موعود کی تحریریں اور اقوال اور اجتہاد ائمہ امت علیہم السلام بھی ترتیب طبعی ہے"۔ صفحہ ۳۹۲

ہم مسیح موعودؑ کے ہر ایک قول و فعل کی تقلید کرنے کے لئے مجبور ہیں۔ کیونکہ حکم ماننے تمام زبانیں بند ہو جانی چاہئیں چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؛

"میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ میں جو کرتا ہوں۔ وہ خدا تعالیٰ کی تفہیم اور اشارہ سے کرتا ہوں۔ ×××× ×××××× جب تک خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ حکم کی بات کے سامنے اپنی زبانوں کو بند نہ کر دیگے۔ وہ ایمان پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو خدا چاہتا ہے ×× ××× مجدد صاحب کے مکتوب دوم میں صاف لکھا ہے۔ کہ مسیح جو کچھ بیان کرے گا۔ وہ اسرار غامضہ ہونگے اور لوگوں کو سمجھ نہ آویں گے۔ حالانکہ وہ قرآن سے استنباط کرے گا۔ پھر بھی لوگ اس کی مخالفت کریں گے"

(فتوٰی احمدیہ صفحہ ۵۶۔۹)

پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؛

"اصل حق الامر یہی ہے۔ کہ جو چیز قرآن سے باہر یا اس کے مخالف ہو۔ وہ مردود ہے۔ اور احادیث صحیحہ قرآن سے باہر نہیں۔ کیونکہ وحی غیر متلو کی مدد سے وہ تمام مسائل قرآن سے مستخرج اور مستنبط کئے گئے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ وہ استخراج اور استنباط بجز رسول اللہ یا اس شخص کے جو ظلی طور پر ان کمالات تک پہنچ گیا ہو ہر ایک کا کام نہیں۔ اور اس میں شک نہیں"

عقیدہ مبدل حضرت مسیح موعودؑ پر حملہ اور آپکے مذہب کے سراسر خلاف ہے ؛

حضرت مسیح موعود کا مذہب انکے اپنے الفاظ میں

"کہ جبکہ ظلی طور پر عنایات الٰہیہ نے وہ علم بخشا ہے۔ جو اس کے رسول متبوع کو بخشا تھا۔ وہ حقائق اور معارف دقیقہ قرآن کریم پر مطلع کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لا یمسہ الا المطہرون اور جیسا کہ وعدہ ہے۔ یوتی الحکمۃ من یشاء ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً۔ اسجگہ حکمت سے مراد علم قرآن ہے۔ سو ایسے لوگ وحی خاص کے ذریعہ سے علم اور بصیرت کی راہ سے مطلع کئے جاتے ہیں۔ اور صحیح اور موضوع میں خاص طور سے تمیز کر لیتے ہیں ؛ (فتوٰی احمدیہ صفحہ)

(نوٹ) پس اگر حضرت حکم اللہ مسیح موعود کی بات قابل پذیرائی ہوگی۔ جب مولوی صاحب کی عقل اور اجتہاد اور حدیث دانی کے معیار پر وہ صحیح ہو۔ تب تو مسیح موعودؑ کو چاہئے تھا۔ کہ وہ مولوی صاحب کو اپنا حکم مانتے۔ یا دوسرے لفظوں میں حضرت مسیح موعود حکم کیا ہو کر آئے۔ ہم پر وبال اور نکال ہو کر آئے۔ کیونکہ باوجود مسیح موعودؑ کے فیصلہ کے ابھی ہمیں یہ ضرورت ہے۔ کہ آیا حضرت حکم اللہ کا یہ فیصلہ درست ہے۔ یا واہی ہے۔ پھر اگر مولوی صاحب کی استنباط اور اجتہاد کی میزان میں پورا اترا۔ تو قبول ورنہ مردود۔ اللہ اکبر۔ ذرا سوچو اور غور کرو۔ یہ کتنا بڑا بول ہے۔ حضرت مسیح موعود کا نام تو خدا نے اسلئے حکم رکھا۔ تاکہ وہ تمام اندرونی اور بیرونی اختلافات کو دور کرے۔ لیکن آج مولوی صاحب کی استنباط اور اجتہاد کی میزان مسیح موعودؑ پر حکم ٹھہرائی جاتی ہے ؛

سنئے جناب! حضرت مسیح موعودؑ کیا فرماتے ہیں۔

"مسیح موعود جو اسی امت میں سے ہوگا۔ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوگا۔ یعنی جسقدر اختلاف داخلی اور خارجی موجود ہیں۔ ان کو دور کرنے کے لئے خدا اسے بھیجیگا۔ اور وہی عقیدہ سچا ہوگا۔ جسپر وہ قائم کیا جائے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیونکہ اسے خدا راستی پر قائم کرے گا۔ اور جو کچھ وہ کہیگا۔ بصیرت سے کہیگا۔ اور کسی فرقہ کا حق نہیں ہوگا۔ کہ اپنے عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے اس سے بحث کرے" ۔ (حقیقۃ الوحی صـ۳۳)

پھر اور سنئے! حضرت مسیح موعودؑ کیا فرماتے ہیں ۔

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ اور جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں" ۔

(نوٹ) ان دونوں حوالوں کے درج کرنے سے یہ مطلب صرف یہی نہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کو ثابت کردیں۔ کہ وہ اب مسیح موعودؑ کی جماعت سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ہر ایک حال اور ہر ایک تنازعہ میں مسیح موعودؑ کو حکم اور مسیح موعودؑ سے فیصلہ نہیں چاہتے۔ بلکہ اپنے اجتہاد اور استنباط کی میزان سے مسیح موعودؑ کی باتوں اور فیصلوں کو جانچنا چاہتے ہیں بلکہ میرا یہ بھی مطلب ہے۔ کہ تمام دیکھنے والے دیکھ لیں۔ کہ مسیح موعودؑ تو کسی فرقہ کو بھی یہ حق نہیں دیتا۔ کہ اس کے کسی قائم کردہ عقیدہ اور فیصلہ شدہ بات کے برخلاف آواز اٹھائے۔ کجا یہ کہ یہ کہا جاوے۔ کہ ہم پابند نہیں۔ کہ مسیح موعودؑ کی ساری باتوں کو مانیں۔ ہم خود دیکھ لیں گے۔ کہ آیا وہ قرآن اور حدیث کے موافق ہے۔ یا نہیں۔ خدا کے لئے غور کرو۔ کہ کتنا بڑا بول ہے۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

مولوی محمد علی صاحب کا مذہب :-

نمبر ۲ ۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں "پھر سورہ جمعہ میں اس بات کا ذکر فرماتے ہوئے کہ نبی کریم صلعم کا یہ تکمیل نفوس فرمانا۔ عرب پر ہی ختم نہیں ہو جاوے گا۔ بلکہ یہ سلسلہ بعد میں بھی چلیگا۔ اور آنحضرت صلعم ان لوگوں کی بھی تکمیل فرماتے رہیں گے۔ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ اور بعد میں آنے والے ہیں گے" (صـ۶)

حضرت مسیح موعود کا مذہب انکے اپنے الفاظ میں

(نوٹ) مولوی محمد علی صاحب نے جو معنے آیت واٰخرین منھم کے سب امت محمدیہ کے لوگ کئے ہیں۔ وہ بالکل غلط اور باطل ہیں۔ کیونکہ منھم کی ضمیر صحابہؓ کی طرف راجع ہے۔ نہ کہ سب امت محمدیہ کی طرف۔ اور دوسرے آخرین منھم سے مراد صرف مسیح موعودؑ کی جماعت ہے۔ جیسے کہ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ۔

(حوالہ نمبر ۱) خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس امت کا وہ ہوگا۔ جو مسیح موعودؑ کی جماعت ہوگی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کرکے بیان کیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ۔ حقیقۃ الوحی صـ۳۹۱ ۔

(حوالہ نمبر ۲) آیت واٰخرین منھم میں یہ تو نہیں فرمایا۔ واٰخرین من الامۃ بلکہ یہ فرمایا ہے۔ واٰخرین منھم اور ہر ایک جانتا ہے کہ منھم کی ضمیر اصحابؓ کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا وہی فرقہ منھم میں داخل ہو سکتا ہے۔ جس میں ایسا رسول موجود ہو۔ کہ جو آنحضرت صلعم کا بروز ہو۔ اور خدا نے ×××××× میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے۔ اور آنحضرت صلعم کا بروز مجھے قرار دیا ہے" ۔ تتمہ حقیقۃ الوحی صـ۶۷

(نوٹ) اب دونوں حوالوں سے مولوی صاحب کے تمام عقیدہ کی تردید لازم آتی ہے۔ اور مولوی صاحب نے جو معنی آیت واٰخرین منھم کے کئے تھے۔ وہ بالکل غلط اور مردود ثابت ہوتے ہیں۔ ان معنوں سے قرآن میں تحریف معنوی لازم آتی ہے۔ یعنی مولوی صاحب نے جو معنی کئے ہیں۔ وہ تو بجائے واٰخرین منھم کے واٰخرین من الامۃ رکھ کر کئے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے مولوی صاحب کے برخلاف ایک معنی کئے ہیں۔ اور وہی درست اور صحیح ہیں ۔

نمبر ۳ ۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں "اصل غرض نبوت کی تزکیہ نفوس ہے۔ صفحہ ۵ ۔ اور تزکیہ سے مراد تکمیل ہے صـ۶ ۔ پس تزکیہ نفس جو درحقیقت تکمیل نفس کے ہم معنی ہے اس تک انسانوں کو پہنچانا ہی اصل غرض و غایت نبوت کی ہے" ۔ صـ۸ ۔

الجواب :- جناب مولوی صاحب! اگر آپ کو حق طلبی ہے۔ اور مسیح موعودؑ کی نبوت سے منکر ہونا کسی ضد اور ہٹ دھرمی پر مبنی نہیں۔ تو یہ تمام باتیں تو حضرت مسیح موعودؑ میں بھی متحقق ہیں ۔

چنانچہ اصل غرض و غایت نبوت کی حضرت مسیح موعودؑ کو بھی حاصل ہے۔ بلکہ میں کہوں گا۔ کہ بہت سارے انبیاء سے بھی نسبتاً اجلی اور اعلیٰ طریق پر حاصل ہے۔ جیسے کہ آپؑ فرماتے ہیں ۔

"احادیث نبویہ میں مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ ایسا ہی ایک رجل فارسی کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کہ وہ آخری زمانہ میں ضائع شدہ ایمان کو پھر بحال کرے گا۔ ×××××× رجل فارسی ایمان کو ثریا سے واپس لائیگا۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں بھی یہ ذکر ہے۔ کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائیگا لوگ قرآن پڑھیں گے۔ مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اتریگا۔ ×××××× آسمان سے ایمان کو واپس لانا اور لوگوں کو مومن کامل بنانا یہ افاضہ خیر ہے جو مدار نجات ہے۔ اور افاضہ خیر سے دفع شر کو کچھ نسبت نہیں۔ ماسوا اس کے ظاہر ہے۔ کہ جو شخص استفدر افاضہ خیر کرے گا۔ کہ ثریا سے ایمان کو واپس لائیگا۔ اس کی بابت کوئی معقلمند خیال نہیں کرسکتا۔ کہ وہ دفع شر پر قادر نہیں ہوگا۔ پس یہ خیال بالکل غیر معقول ہے۔ کہ آخری زمانہ میں افاضہ خیر تو رجل فارسی کرے گا۔ مگر دفع شر مسیح موعود ×××××× اس سے ثابت ہے۔ کہ رجل فارسی اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے نام ہیں" ۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صـ۶۶-۶۷)

اب غور کرکے دیکھ لو۔ کہ اس میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا منصبی کام ایمان کو واپس لانا اور لوگوں کو کامل بنانا بتایا ہے۔ یا نہیں۔ اور یہی وہ بات ہے۔ جس کو مولوی صاحب دوسرے لفظوں میں نبوت کی اصل غرض بتلاتے ہیں۔ پس مسیح موعودؑ بھی ایک کامل ہدایت یعنی قرآن کو ثریا سے واپس لائے ہیں اور آپؑ نے لوگوں کا تزکیہ نفوس کیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ "چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے اور کفر سے توبہ کرچکے ہیں" ۔ تتمہ حقیقۃ الوحی صـ۱۱۷ ۔ پس وہ اصل غرض جو مولوی محمد علی صاحب نے نبوت کی ٹھہرائی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ میں بھی اجلی اور اعلیٰ طریق سے پائی جاتی ہے۔ پس یا تو مسیح موعودؑ کو نبی ماننا پڑے گا۔ اور یا مولوی صاحب کو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ نبی کی اصل غرض کوئی اور ہے ۔

حضرت مسیح موعودؑ ہدایت لائے

نمبر ۴ ۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں "ہر نبی اپنے ساتھ ہدایت لاتا ہے۔ خواہ وہ شریعت لائے یا نہ لائے" ۔

(صفحہ ۹)

(نوٹ) اگر مولوی صاحب کا یہ قاعدہ سچ ہے۔ کہ ہر ایک نبی اپنے ساتھ ہدایت لاتا ہے۔ خواہ وہ شریعت لائے یا نہ لائے۔ تو میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ

بھی اپنے ساتھ ہدایت لائے۔ اور یقیناً لائے۔ کیا قرآن شریف ہدایت نہیں۔ جس کو وہ دوبارہ ثریا سے لائے۔ کیا قرآن شریف میں حضرت مسیح موعودؑ کے لئے یہ آیت نص صریح کے طور پر اشارہ نہیں کرتی۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی ہدایت لائیگا۔ جیسے یہ آیت ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ کیا دنیا کو مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے ہدایت نہیں ہوئی۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ یہ نہ کہا جائے۔ کہ مسیح موعودؑ بھی یقیناً ہدایت لائے۔ اب سنئے حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب کشتی نوح میں اپنی تعلیم پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؛

"کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے۔ جو ان باتوں کو نہیں مانتا۔ جو خدا کے منہ سے نکلیں۔ اور میں نے بیان کیں" ؛ صـ۱۲ ؛

پس اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود بھی خدا کی طرف سے ہدایت لائے تھے۔ اور یقیناً لائے تھے۔ کیا خدا نے معاذ اللہ غلط کہا۔ جو یہ وحی کی ؛

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق وتھذیب الاخلاق ؛

اب خدارا غور کرو۔ کہ جب خود خدا کا یقینی اور قطعی کلام ہمیں صاف طور سے بتا رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی ہدایت لائے۔ تو ہم کون ہیں۔ جو اس بات سے انکار کریں کہ مسیح موعودؑ کے پاس کوئی رسالت ربی نہ تھی۔ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ آپ کوئی نئی ہدایت یا نئی شریعت نہ لائے تھے۔ لیکن مطلق ہدایت اور شریعت کا اگر سوال ہو۔ تو آپ یقیناً ہدایت بھی لائے۔ اور شریعت بھی لائے شریعت کے متعلق اگر سوال ہو۔ تو دیکھو۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؛

"شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نواہی بیان کئے۔ اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں۔ اور نہی بھی" ؛

(اربعین جلد ۴ صـ۶)

پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"اور مجھ کو مہدی احمدؐ اکرم کا مظہر بنایا۔ تاکہ لوگوں کو فائدہ پہنچاوے۔ اور روایت و ہدایت کی باتیں کو دوبارہ اتارے۔ اور لوگوں کو غفلت اور گنہگاری کی میل سے پاک کرے" ؛ (خطبہ الہامیہ صـ۲۳)

پھر فرمایا ؛

"پس اے داناؤ! فکر کرو۔ اور میں محسوسات اور بدیہیات کی طرح دیکھتا ہوں۔ کہ میں اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایتوں اور نشانات کے ساتھ آیا ہوں۔ اور میں نے یہ زمانہ وحی نبی صلعم کے الہام کا زمانہ پایا" ؛

اعجاز المسیح صـ۱۵۸

اب ان حوالوں کے دیکھنے کے بعد کسی کو ہرگز ہرگز شک نہیں رہتا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ بھی ایک ہدایت اپنے وقت کے موزون حال لائے تھے۔ پس اس صورت میں مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے نبی ہونے پر خود اپنے ہی ہاتھ سے مہر لگا دی ؛

> حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کے لوگوں کا تزکیہ نفس کیا اور کمال انسانی تک پہنچایا۔ پس وہ نبی زمرہ انبیاء میں داخل ہیں

نمبر ۵۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں "کل انسان تین گروہوں میں تقسیم ہوتے ہیں ایک وہ جو اپنی امتوں کا تزکیہ نفس کرتے اور ان کو کمال انسانی تک پہنچاتے ہیں۔ یہ انبیاء کا گروہ ہے۔ دوسرا وہ گروہ ہے۔ جو اکتساب کرتا ہے۔ کوشش کرتا ہے انبیاءؑ کی ہدایت پر چلتا ہے۔ یہ مفلح کامل لوگ ہیں۔ تیسرا گروہ وہ ہے جو اس کمال کو حاصل نہیں کرتا۔ یہ ناقصین کا گروہ ہے۔ (الغرض انسانوں کے تین گروہ ہیں۔ مکمل۔ کامل۔ اور ناقص)

الجواب :۔ مولوی صاحب نے جو تقسیم انسانوں کی کی ہے۔ اس کو ہم تسلیم بھی کر لیویں۔ تب بھی اس سے مسیح موعودؑ کا نبی ہونا اجلی طور سے ثابت ہو رہا ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ انبیاء کا گروہ وہ ہے۔ جو اپنی امتوں کا تزکیہ نفس کرتے اور ان کو کمال انسانی تک پہنچاتے ہیں۔ اب اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی جماعت کا تزکیہ نفس کیا۔ اور ان کو کمال انسانی تک پہنچایا۔ تو لازماً مولوی صاحب کو ماننا پڑے گا۔ کہ مسیح موعودؑ بھی نبی تھے کیونکہ مولوی صاحب انبیاءؑ کا ایک امتیازی نشان بتاتے ہیں۔ کہ اپنی امت کا تزکیہ نفس کرتے اور ان کو کمال انسانی تک پہنچاتے ہیں ؛

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے آپ کو خاتم الاولیا قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں ؛

"میں خاتم الاولیاء ہوں۔ اور میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ مجھ سے ہوگا۔ اور میرے عہد پر ہوگا۔ اور میں اپنے رب کے تمام ترقوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور یہ میرا قدم ایک ایسے منار پر ہے۔ جو اس پر جا کر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے" ؛ خطبہ الہامیہ صـ۳۱

اب اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد کوئی ولی نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ مسیح موعودؑ کی تابعداری کا جوا اپنی گردن میں نہ ڈالے۔ الغرض معلوم ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ اب لوگوں کا تزکیہ نفس کرتے ہیں۔ اور ان کو کمال انسانی تک پہنچاتے ہیں۔ اور آپ کی اُمت میں آپ کی پیروی کی برکت سے کئی ایک اولیاء اللہ ہوں گے جو صاحب صدق و صفا ہوں گے۔ جیسے کہ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؛

"اس امت کا مسیح مذکر و مونث سے پیدا ہوا ہے یہ اسبات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس گروہ میں بہت مرد پیدا کرے گا۔ جو صاحب صدق و صفا ہوں گے" ؛ (خطبہ الہامیہ صـ۵۱ حاشیہ)

پھر حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت شاہزادہ عبداللطیف شہید کو شہید اور اپنی جماعت میں کا ایک ولی لکھا ہے ؛

پس یہ تمام باتیں اس امر کو روز روشن کی طرح ظاہر کر رہی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کا تزکیہ نفس کیا ہے۔ اور ان کو کمال انسانی تک پہنچایا ہے۔ اور قیامت تک جو بھی اب خدا تک پہنچنا چاہیگا۔ وہ آپ کی ہی محض پیروی کی برکت کی وجہ سے ہو سکیگا۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں نبوت کہتے ہیں۔ جس پر مولوی صاحب کو بھی اتفاق ہے۔ پس مولوی صاحب کو چاہیئے۔ کہ اب مسیح موعودؑ کو نبی تسلیم کریں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ میں وہ بات اکمل اور اتم طور پر پائی جاتی ہے۔ جس کو مولوی صاحب نے کملین یعنی انبیاء کے لئے شرط ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ ایک اور جگہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؛

"خدا تعالیٰ کی کتابوں میں مسیح آخر زمان کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس سے مراد آسمانی بادشاہی ہے۔ یعنی وہ آئندہ سلسلہ کا ایک بادشاہ ہوگا۔ اور بڑے بڑے اکابر اس کے پیرو ہوں گے" ؛

پس یہ حوالے بصراحت حضرت مسیح موعودؑ کے واقعی نبی ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔ کیا کوئی ہے۔ جو خدا کے لئے سوچے اور سمجھے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(نمبر ۶) مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں ؛

"اب یہ ظاہر ہے۔ کہ گروہ اوّل یعنی انبیاء کا گروہ جو اپنی اُمتوں کی تکمیل کے لئے آتا ہے۔ وہ خود کاملین کا گروہ ہے۔ مگر وہ ان کو کمال تک پہنچانے والا خود اللہ تعالےٰ ہے۔ وہ کسی دوسرے کی پیروی سے کمال تک نہیں پہنچے۔ بلکہ صرف موہبت الٰہی سے کمال کو پاتے ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس آیت کریمہ میں۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔" ص۱۱

جناب مولوی صاحب! حضرت مسیح موعودؑ تو محدثیت کو بھی موہبت الٰہی ہی لکھتے ہیں۔ جیسے کہ فرماتے ہیں۔

"اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ تحدیث محض ایک موہبت ہے۔ جو کسب سے ہرگز نہیں ملتی۔ جیسے کہ شانِ نبوت کے" ؛ (حمامۃ البشریٰ ص۸۲)

پس ہم جب محدثیت کو بھی اکتسابی امر نہیں کہہ سکتے حالانکہ یہ ایک سلسلہ امر ہے۔ کہ محدثیت بغیر نورِ نبوت کے استفاض ہوئے حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ تو اگر کوئی نبوت جو ختم نبوت کا نشان قائم رکھنے کے لئے نورِ نبوت محمدیہ سے مستفاض ہو۔ تو وہ کیونکر اکتسابی نبوت کہلائی جا سکتی ہے۔ نبوت ایک موہبت الٰہی ہے۔ اور ہرگز کسی اجیر کے طور پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ لیکن آنحضرت صلعم تک وہ نبوت براہِ راست ملا کرتی تھی۔ مگر آنحضرت صلعم کے بعد ختم نبوت کے نشان کو قائم رکھنے کے لئے اب خدا تعالےٰ نے نبوت کو آنحضرت صلعم کے واسطے اور فیض سے وابستہ کر دیا ہے۔ نبوۃ وہی ہے۔ دینے والا بھی خدا ہے۔ لیکن خاتم النبیین کی عظمت قائم رکھنے کے لئے خدا تعالےٰ نے نبوۃ کو آپ کے واسطہ اور فیض سے وابستہ کر دیا ہے جیسے کہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ الرسول سے مراد صرف رسول اللہ صلعم ہیں نہ کہ ہر ایک رسول۔ پس حضرت نبی کریم صلعم اس بات میں مخصوص ہیں۔ کہ آپ خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے صرف کامل نبی تھے۔ بلکہ مکمل نبی بھی تھے۔ اور مولوی صاحب نے مانا ہی کہ مکملین لوگوں کو کامل بنایا کرتے ہیں۔ پس جب کامل نبی لوگوں میں سے بعض کو ولی بنا سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اسی طرح مکمل نبی لوگوں میں سے بعض کو کامل نبی نہیں بنا سکتا حضرت مسیح موعودؑ کو نبوت جو عطا ہوئی ہے۔ وہ موہبت ہی کا نتیجہ ہے۔ جیسے کہ فرماتے ہیں ؛

"انہ جمع فی نفسی کل شان النبیین ص۱۱

سبیل الموہبۃ والعطاء" ؛ (ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص۵)

مولوی محمد علی صاحب کا مذہب ۔

(نمبر ۷) "نبی صرف وہی کہلا سکتا ہے۔ جسکو خدا کے ہاتھ نے اصلاح خلق کے لئے خود مکمل کیا ہو۔ اور اس کو کمال بذریعہ اکتساب حاصل نہ ہوا ہو۔ اور وہ شخص جس کو خود خدا کے ہاتھ نے مکمل نہیں کیا۔ بلکہ اُس نے کسی نبی کے ذریعہ سے تکمیل نفس کی ہے۔ وہ خدا اور مخلوق کے درمیان حقیقی معنوں میں واسطہ نہیں کہلا سکتا" ؛ (النبوۃ فی الاسلام ص۱۴)

حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب

جناب مولوی صاحب! آپ کے اس قاعدہ کے رُو سے بھی مسیح موعودؑ کا نبی ہونا تحقق ہو رہا ہے۔ کیونکہ (اول) حضرت مسیح موعودؑ کو بھی خدا کے ہی ہاتھ نے اصلاح خلق کے لئے خود مکمل کیا ہے۔ جیسے کہ وہ فرماتے ہیں ؛

"لیکن وہ جو منعم علیہم کے وارث ہوئے۔ ان میں سے بعضوں نے انعام سے حصہ نہ پایا۔ مگر تھوڑا سا حصہ عقاید اور احکام میں سے ان کو ملا۔ اور اسی پر انھوں نے قناعت کی۔ اور بعض ان میں سے درمیانی چال والے ہیں۔ اور وہ اسی اپنی چال پر کھڑے ہو گئے۔ اور تکمیل اور کمال کے درجہ تک نہیں پہنچے۔ اور ان میں سے ایک فرد ہے۔ کہ خدا نے اس کو چنا اور نیکوں میں کامل کیا۔ اور وہ چن لیتا ہے جسکو چاہتا ہے۔ اور درجوں سے مخصوص کرتا ہے۔ پس وہی مخصوص وہی مسیح موعودؑ ہے" ؛ (خطبہ الہامیہ ص۱۰۵)

پھر فرمایا ۔

"اور میں نور کے پانی کے ساتھ غسل کیا گیا ہوں اور الٰہی پاکیزگی کے چشمہ میں سے پاکیزہ کیا گیا ہوں اور صاف کیا گیا ہوں تمام میلوں اور کدورتوں سے" ؛ (خطبہ الہامیہ ص۲۰)

پھر فرمایا ۔

"پس تم کو خوشخبری ہو۔ کہ تمہارے پاس مسیح آیا۔ اور قادر نے اس کو مسیح کیا۔ اور فصیح کلام اُسکو عطا کیا گیا ہے۔" (خطبہ الہامیہ ص۲۶)

(دوم) آپ نے لکھا ہے۔ کہ نبی وہ ہوتا ہے۔ جو خدا اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہو۔ سو یہ بات بھی مسیح موعودؑ میں اجلی طور سے تحقق ہو رہی ہے چنانچہ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؛

"تمام دنیا کا وہی خدا ہے۔ جس نے میرے پر وحی نازل کی۔ جس نے میرے لئے زبردست نشان دکھائے جس نے مجھے اس زمانہ کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا۔ اُس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ نہ آسمان میں اور نہ زمین میں۔ جو شخص اس پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے" ؛ (کشتی نوح ص۱۹)

اس حوالہ میں صریح طور سے مسیح موعودؑ نے خدا اور مخلوق کے درمیان اپنا واسطہ ہونا ظاہر کیا ہے۔ پھر اور سنئے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ۔

"خدا نمائی کا میں آئینہ ہوں۔ جو شخص میرے پاس آئیگا۔ اور مجھے قبول کرے گا۔ وہ نئے سرے اُس خدا کو دیکھے گا۔ جس کی نسبت دوسرے لوگوں کے ہاتھ میں صرف قصے باقی ہیں" ؛ (نزول المسیح ص۸۵)

پھر دافع البلاء ص۱۳ میں فرماتے ہیں۔

"تم یقیناً سمجھو۔ کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں۔ باستثناء آنحضرت صلعم۔ اور یہ شفیع آنحضرت صلعم سے جدا نہیں ہے۔ × × × × × × × × سچا شفیع میں ہوں۔ جو اس بزرگ شفیعؐ کا سایہ ہوں" ؛

پھر الہام الٰہی بتا رہا ہے۔ کہ آپ خدا اور مخلوق کے درمیان واسطہ تھے۔ جیسے کہ فرمایا۔

"دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔ وہ خدا سے نزدیک ہوا۔ پھر خدا کی طرف جھکا۔ اور خدا اور مخلوق کے درمیان ایسا ہو گیا۔ جیسا کہ دو توسوں کے درمیان کا خط ہوتا ہے" ؛ (حقیقۃ الوحی ص۷۶)

پھر مسیح موعودؑ کا نام الہام الٰہی میں شفیع اللہ۔ اللہ کا شفیع رکھا گیا ہے۔ پھر ایک صریح الہام موجود ہے جس میں مسیح موعودؑ کو خدا اور مخلوق کے درمیان ایک واسطہ قرار دیا گیا ہے۔ جو اس وقت مجھے ملا نہیں۔ پس ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ خدا اور مخلوق کے درمیان ایک واسطہ تھے۔ اور مولوی صاحب کے پیش کردہ قاعدہ کے رُو سے نبی تھے ؛ (باقی دارد)

درس قرآن شریف کے نوٹ ایک بے نظیر تفسیر حضرۃ خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب غفر اللہ تعالےٰ کی ساری عمر قرآن شریف کے پڑھنے اور پڑھانے میں گذری۔ آپکے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف کے نوٹ جو اخبار بدر کے ساتھ بطور ضمیمہ چھپتے رہے ہیں۔ انکی مکمل جلد کے تھوڑے سے نسخے باقی رہ گئے ہیں جن اصحاب کو ضرورت ہو بہت جلد منگوالیں۔ بدفاروق بک ایجنسی قادیان۔ قیمت چار روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم اور ہمارے مخالفین

اَلنُّبُوَّۃُ فِی الْاِسْلَام

اور

جناب مولوی محمد علی صاحب کا مبحث اصول

(از قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری)

جناب مولوی صاحب جب سے علم اختلاف بلند کر چکے ہیں۔ تب سے ان کو نیا نیا طرز کلام سوجھنے لگا ہے۔ مگر خدا کی شان نہ صرف ان کا یہ حال ہے۔ بلکہ ان کے تمام رفقاء جادہ صواب سے گر کر اپنا جدا طرز کلام ایجاد کرنے لگے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اہلحدیث سے بحث کی۔ جس میں مناظر ابوسعید مولوی محمد حسین بٹالوی تھا۔ اور زیر بحث یہ امر تھا۔ کہ آیا کلام اللہ و کلمات اللہ پر کلام الرسول یا احادیث الرسول مقدم ہیں یا نہ۔ اہل حدیث کلام الرسول اور احادیث الرسول کو قاضی بر کلمات اللہ و کلام اللہ کہتے ہیں۔ اور حضرت اقدسؑ کلام اللہ و کلمات اللہ کو قاضی اور مقدم کہتے۔ چنانچہ از روئے دلائل و براہین صحیحہ حضرت صاحب نے یہ امر ثابت کر دیا۔ کہ کلمات اللہ و کلام اللہ پر کوئی صحیح سے صحیح حدیث بھی مقدم نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ حدیث خود حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے ہاتھ سے ہی تحریر کر دی ہو۔ کیونکہ بہر حال وہ کلام البشر ہے۔ اور اس حکم و عدل نے ہمارے لئے الحق مباحثہ لدھیانہ گویا دائمی فیصلہ کر دیا ؛

مگر آج جناب مولوی صاحب حضرت صاحب کے دعاوی اور تعلیم پر چونکہ از سر نو اپنی کمیٹی مقیمہ لاہور میں تنقید کرنے لگے ہیں۔ دوران تنقید میں آپنے آخکار اس حکم و عدل کے قطعی فیصلہ پر بھی ہاتھ صاف کیا ہے۔ اور اول اصلاح فرمادی۔ کہ نہیں درحقیقت اہلحدیث حق پر تھے۔ اور کلمات اللہ اور کلام اللہ پر کلام الرسول یا کلمات النبی قاضی اور مقدم ہو سکتے ہیں۔ اور حضرت صاحب کا فیصلہ درست نہیں۔ چنانچہ ان کے الفاظ بطور قاعدہ کلیہ و ترتیب طبعی پیش کرتا ہوں۔ جناب مولوی صاحب فرماتے ہیں ؛

"میری بحث اصولی ہے۔ اصولی بحث میں ہم۔ (مولوی محمد علی اور ان کے ساتھی) (۱) پہلے قرآن شریف (۲) اور حدیث کو لیں۔ اور (۳) ان کے ماتحت آئمہ اسلام اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کو"۔ (سرورق کا دوسرا صفحہ) پھر فرماتے ہیں۔ کہ

"ایک اور امر یاد رکھنے کے قابل یہ ہے۔ کہ ان تمام مباحث میں ہمارے (مولوی محمد علی اور ان کے رفقاء) کے لئے (۱) مقدم قرآن کریم اور (۲) حدیث صحیح ہے۔ اور (۳) اس کے بعد اور اس کے ماتحت حضرت مسیح موعود کی تحریریں اور اقوال و اجتہاد آئمہ امت علیہم السلام ہیں۔ یہی ترتیب طبعی ہے"۔ (باب اول نبوت در رسالت صفحہ ۳)

جناب مولوی محمد علی صاحب قرآن حمید اور حدیث شریف کو مقدم اور حضرت اقدس مسیح موعود کی تحریرات کو جن میں حضرت صاحب کے وحی و الہام بھی بالبداہت شامل ہیں۔ اُن کے بعد اور ان کے ماتحت قرار دیتے ہیں ؛

اب واضح ہو۔ کہ قرآن کریم کیوں مقدم ہے؟ حدیث الرسول پر تو صاف ظاہر ہے۔ اس لئے کہ قرآن شریف کلمات اللہ و کلام اللہ ہے۔ اور حدیث الرسول کلام البشر ہے۔ مگر جناب مولوی صاحب حضرت مسیح موعود کے وحی و الہام جو کلمات اللہ و کلام اللہ ہیں۔ وہ کیونکر حدیث الرسولؐ کلام البشر کے بعد اور اس کے ماتحت ہو سکتے ہیں۔ جبکہ وہ بھی اسی طرح اسی خدا کا کلام ہے جس خدا تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کو توراۃ اور حضرت عیسیٰ ناصری کو انجیل اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم خاتم النبیین کو قرآن کریم کی وحی و الہام سے مشرف کیا۔ اور جس کے حق میں حضرت مسیح موعود فرماگئے ہیں ؛

ہمچو قرآن منزہ اشش دانم
از خطاہا ہمین است ایمانم

یعنے حضرت مسیح موعود کا تو یہ ایمان ہے۔ کہ وہ کلمات اللہ جو اس پر نازل ہوئے۔ وہ قرآن کریم کی طرح منزہ عن الخطاء ہیں۔ مگر کیا آپ کا یہ ایمان ہے۔ اگر ہے۔ تو اس کو کلام البشر یا حدیث الرسول کے ماتحت اور اس کے بعد کیوں رکھا۔ اور اگر نہیں۔ تو آپ احمدی کہونکر ہو سکتے ہیں۔ اور کس ایمان کے ماتحت ان کلمات اللہ کو حدیث الرسول کے ماتحت رکھا۔ اور اگر آپکے نزدیک باقی تحریرات حضرت مسیح موعودؑ احادیث صحیحہ کے ماتحت اور بعد ہیں۔ تو آپنے اپنی ترتیب طبعی کے قاعدہ کلیہ میں اس کو کہاں جگہ دی ہے ؛

جناب مولوی صاحب! اگر حضرت صاحب کی وحی و الہام جو کلمات اللہ ہیں۔ خدا کا کلام ہے۔ اور یقیناً خدا کا کلام ہے۔ تو ان کلمات اللہ یا کلام اللہ پر کسی بشر کا کلام کس طرح مقدم ہو سکتا ہے یا اس پر قاضی قرار دیا جا سکتا ہے ؛

جناب مولوی صاحب یہ ہے۔ آپ کا اصول وضع کردہ اور یہ ہے آپ کی تنقید اور اس قسم کے اصول اور تنقیدات کی بنا پر آپ اصولی بحث کرتے ہیں۔ اور اصول ایسے مقرر کرتے ہیں۔ کہ جس سے تمام خصوصیات پر پانی پھیر دیا ہے۔ اور دبے الفاظ میں حضرت صاحب کے خلاف اہلحدیث کو ذکری دیدی۔ جبکہ کلمات اللہ پر کلام البشر کو قاضی قرار دیا۔ اور اس کو مقدم کہدیا۔ اور کلمات اللہ نازل شدہ بر مسیح موعودؑ کو ماتحت اور اس کے بعد مقام دیا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ کہ "میں قرآن کریم کی طرح ان کو منزہ عن الخطاء جان کر ایمان رکھتا ہوں" ؛

سیدنا حضرت محمد رسول اللہؐ بھی یہ فرما کر کلامی لا ینسخ کلام اللہ و کلام اللہ ینسخ کلامی فیصلہ کر گئے ہیں۔ کہ جو بات کلام اللہ ہو۔ وحی و الہام ہو۔ خواہ کسی قدر بھی ادنےٰ درجہ کا الہام ہو۔ بہر حال خدا تعالےٰ کے کلام ہونے کی حیثیت سے میرے کلام پر قاضی اور مقدم ہے۔ اور میرا کلام اس کے ماتحت ہے۔ خواہ کسی قدر صحیح سے صحیح ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ آخر وہ کلام خدا ہے۔ اور یہ کلام بشر ہے۔ اس فرمان کے ذریعہ آپکے خلاف ہمارے حق میں ڈگری فرما گئے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہ سید الرسلؐ کے خلاف بھی یہی راگ الاپتے ہیں۔ کہ حدیث الرسول کلام اللہ پر مقدم ہے۔ آپ کے پاس سردست ایک گنجائش باقی ہے۔ وہ یہ کہ آپ فرماویں کہ سیدنا حضرت رسول اللہؐ کی مراد اس حدیث میں صرف کلام اللہ وہ وحی ہے۔ جو ان پر نازل ہوئی۔ نہ یہ کہ وہ وحی مراد ہے۔ جو حضرت غلام احمدؑ پر بحیثیت مسیح موعودؑ ہونے کے نازل ہوئی۔ مگر جناب مولوی صاحب وہاں صرف کلام اللہ کا لفظ ہے۔ نہ یہ کہ صرف قرآن حمید ہی کی وحی۔ کلام اللہ نکرہ ہے۔ معرفہ نہیں۔ یعنی خواہ وہ کلام اللہ حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوا ہو یا حضرت عیسیٰؑ پر یا حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر یا حضرت مسیح موعودؑ پر۔ وہ بہر حال کلام البشر پر مقدم ہے۔

اب دوسری گنجائش یہ ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ کا وحی و الہام کلام اللہ ہے۔ مگر حضرت غلام احمدؑ صاحب کا وحی و الہام کلام اللہ نہیں۔ پس اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ مامور و مرسل ہیں۔ اور صادق ہیں۔ تو اس پر نازل شدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلام منجانب اللہ بھی کلام اللہ ہے ۔ اور اگر آپ خیر سے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ سے ہی ہاتھ دھو چکے ہیں ۔ اور خیر باد کہہ چکے ہیں ۔ تو پھر آپ کو ملامت نہیں ۔ جو چاہیں کہہ سکتے ہیں ۔ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کا کسی نے کیا بگاڑ لیا ۔ کہ آپ کا بگاڑ لیا جاوے گا ؛

قرآن کریم اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور وحی کا درجہ یقین کا ہے ۔ اور احادیث الرسول و کلمات الرسول جو ہمارے سامنے موجود ہیں ۔ یقیناً ظن کا درجہ رکھتے ہیں پس کیا ظن بھی یقین پر مقدم ہو سکتا ہے ۔ اور قاضی گنا جا سکتا ہے ۔ یا یقین ظن کے ماتحت اور اس کے بعد ہو سکتا ہے ۔ قرآن کریم تو فرماتا ہے ۔ کہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً ۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے تو اپنی وحی و الہامات پر کئی بار خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر فرمایا ہے ۔ کہ یہ کلمات اللہ یقیناً خدا تعالےٰ ہی کا کلام ہیں ۔ اور صحیح اور درست ہیں مگر کیا آپ خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کسی صحیح حدیث کے کرنے میں بھی کہہ سکتے ہیں ۔ کہ درحقیقت وہ حضرت سیدنا محمد رسول اللہؐ کے اپنے منہ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں اور ان میں کوئی انسانی دخل نہیں ۔ آپ ہرگز یہ حلفیہ اٹھا سکیں گے ۔ اور اگر آپ اپنے قول میں صادق ہیں ۔ تو اٹھا کر دکھا دیں ۔ اور اگر آپ میں اسقدر ایمانی جرأت بھی نہیں ۔ تو پھر ایسے ظنی کلام البشر کو اس یقینی کلمات اللہ پر کیونکر آپ نے قاضی قرار دیا ۔ اور اس کو تحریرات مسیح موعودؑ کا جامہ پہنا کر حدیث الرسول کے بعد اور اس کے ماتحت قرار دیا ؛

جناب مولوی صاحب آپ کے فتوے اور دیانت کا یہاں سے بخوبی پتہ چلتا ہے ۔ کہ آپ کو کس حد تک حضرت مسیح موعودؑ کے وحی و الہام اور ان کے عقائد پر ایمان ہے ۔ حضرت صاحب تو فرما دیں ۔ کہ

آں یقینے کہ بود موسیٰؑ را ✻ بر کلامے کہ شد بر و القاء
واں یقین کلیم بر تورات ✻ واں یقین ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ✻ ہر کہ گوید دروغ ہست بعین

ہمچو قرآن منزہ استش دائم
از خطا ہا ہمین استیا ہائم

(نزول المسیح صفحہ ۹۰)

مگر آپ ہیں ۔ کہ اس کو کلمات الرسول جو صرف ایک ظن کا درجہ رکھتے ہیں ۔ ان کو ایسے منزہ از خطا کلمات اللہ پر مقدم اور قاضی قرار دیتے ہیں ۔ ہائے افسوس آپکی حالت پر

انہی اصول کو مایہ ناز جان کر جماعت احمدیہ کو دعوت دیتے ہیں ۔ کہ :-

"میں نے اصول قائم کئے ہیں ۔ ان اصول پر بحث کی جاوے ۔ اگر تحقیق حق مطلوب ہے ۔ تو بحث کو اصولی رنگ میں لایا جاوے ۔" (سر ورق النبوۃ کا دوسرا صفحہ)

آپ کو چاہیئے تھا ۔ کہ سب سے اول قرآن کریم رکھنے بعدہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور وحی کو رکھتے بعدہ کلمات الرسول یا جو آپ کا جی چاہتا رکھتے ۔ تب شاید آپکے اصول اسقدر حرج کے نیچے آکر مجروح نہ ہو سکتے ۔

میں نہیں جانتا ۔ کہ جناب مولوی صاحب کے دام افتادہ باغیوں میں کسی کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل تک باقی نہیں رہی ۔ کہ ذرا ان سے سوال کرنے کی جرأت تو کریں ۔ کہ جناب امیر صاحب آپکے قریب دو ڈاکٹر ہیں جو دو بازوؤں کا کام دیتے ہیں ۔ اور ایک حضرت آپکے نصر بھی ہیں ۔ ذرا ان سے دماغ کی اصلاح کرالیں ۔ کہ آپ کہاں سے کہاں نکل گئے ۔ شاید کوئی عارضہ نہ ہو گیا ہو ۔ جس کا علاج ابھی سے کر لینا چاہیئے ؛

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب سے دو سوال

(از برادرم غلام نبی صاحب بلانوی)

اخبار "لمعات" مورخہ ۶ ۔ اپریل ۱۹۱۶ء میں ڈاکٹر محمد اقبال صاحب بیرسٹرایٹ لاء کا ایک مضمون "رسول اللہ و خاتم النبیین" کے عنوان سے شائع ہوا ہے ۔ اس کو پڑھ کر مندرجہ ذیل سوال ہر ایک مسلمان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں ۔ کیا ڈاکٹر صاحب موصوف ان سوالات کا جواب دیکر خراج تحسین حاصل کریں گے ؛

پہلا سوال یہ ہے ۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے "میرے عقیدے کے مطابق جو شخص نبی کریمؐ کے بعد حقیقی نبوت کا قائل ہو ۔ اور مرزا صاحبؑ یا کسی اور بزرگ کو حقیقی نبی (حقیقی نبی سے میری مراد وہ نبی ہے ۔ جسپر ایمان نہ لانا مستلزم کفر ہے) مانتا ہو ۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے" ۔

اس کے متعلق دریافت طلب امر یہ ہے ۔ کہ آیا ڈاکٹر صاحب نبی کریمؐ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے قائل ہیں ۔ یا نہیں ۔ اور اگر قائل ہیں ۔ تو انہیں حقیقی نبی سمجھتے ہیں یا نہیں ۔ (یہاں حقیقی نبی سے میری وہی مراد ہے جو ڈاکٹر صاحب نے قرار دی ہے) اگر حقیقی نبی سمجھتے ہیں ۔ تو ان کا نہ ماننا مستلزم کفر ہے یا نہیں ۔ اور اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے نزول کے قائل نہیں ۔ تو ان احادیث کا کیا مطلب سمجھتے ہیں ۔ جن میں حضرت عیسیٰؑ کے نزول کا ذکر ہے ۔ اور وہ مسلمان جو حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے قائل ہیں ۔ اور جن کے نزدیک ان کا نہ ماننا مستلزم کفر ہے ۔ وہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں یا نہیں ؛

معلوم ہوتا ہے ۔ ڈاکٹر صاحب نے احمدیوں پر کفر کا فتوے لگاتے ہوئے اس بات کو ہرگز مدنظر نہیں رکھا کہ مسلمانوں کو نبی کریمؐ کے بعد ایک ایسے نبی کے آنے کا انتظار ہے ۔ جو حقیقی نبی ہوگا ۔ یعنی جسکا نہ ماننا مستلزم کفر ہوگا ۔ ورنہ وہ ان الفاظ میں کبھی فتوے نہ دیتے ۔ جن کو میں نے اوپر نقل کیا ہے ۔ کیونکہ اسطرح تمام مسلمان دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے پڑیں گے ۔ اور صرف ڈاکٹر صاحب اور ان کے چند ہم خیال ہی مسلمان ٹھہریں گے ۔ کیا ڈاکٹر صاحب اس بات کے لئے تیار ہوں گے ۔ کہ اپنے ان الفاظ کی اصلاح فرما دیں اور اگر نہیں ۔ تو کیا اعلان کریں گے ۔ کہ ان کے نزدیک تمام وہ مسلمان جن کا یہ عقیدہ ہے ۔ کہ حضرت عیسیٰؑ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے ۔ اور ان کا نہ ماننا مستلزم کفر ہے ۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں ؛

دوسرا سوال :- ڈاکٹر صاحب کے یہ الفاظ کہ "حقیقی نبی سے میری مراد وہ نبی ہے ۔ جسپر ایمان نہ لانا مستلزم کفر ہے" ظاہر کرتے ہیں ۔ کہ ان کے نزدیک ایسے بھی نبی ہوتے ہیں ۔ جن کو غیر حقیقی کہا جاتا ہے ۔ یعنی جسپر ایمان نہ لانا مستلزم کفر نہیں ہوتا ۔ کیا ڈاکٹر صاحب بتلائیں گے ۔ کہ انھوں نے انبیاء کی یہ تقسیم کس آیت قرآنی یا صحیح حدیث سے کی ہے ۔ یا اور کیا دلائل ہیں ۔ جو اس بات کی تائید میں وہ پیش کر سکتے ہیں ۔ اگر کوئی قرآن کریم کی آیت یا صحیح حدیث ۔ اس بارے میں ڈاکٹر صاحب نے نہ بتلائی ۔ تو مجبوراً یہ نتیجہ نکالنا پڑے گا ۔ کہ جس بنا پر انھوں نے احمدیوں پر فتوے لگاتے ہوئے بالواسطہ تمام مسلمانوں کو اسلام سے خارج قرار دیا ہے ۔ وہ سوائے اس کے کہ ڈاکٹر صاحب کی اپنی رائے ہو ۔ دین کے لحاظ سے کوئی وقعت نہیں رکھتی اور بالکل بودی ہے ؛

امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جو طبع احمدیوں پر کفر کا فتوے دینے میں جرأت دکھلائی ہے ۔ باقی مسلمانوں کے متعلق بھی اپنے فتوے سے پبلک کو آگاہ کریں گے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواجہ صاحب کا لکچر گجرات میں

(از مولوی احمد الدین صاحب مختار عدالت گجرات)

۲۔ اپریل ۱۹۱۶ء سے لیکر ۴۔ اپریل ۱۹۱۶ء تک خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ وکیل کے چار لکچر گجرات میں ہوئے۔ جن کو غیر احمدی پبلک نے شوق اور توجہ سے سُنا۔ غیر احمدی عقلاء نے ان لکچروں سے جو نتیجہ نکالا۔ اور جس کو انھوں نے ہمارے سامنے بیان کیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ خواجہ صاحب یورپ کے خیالات سے متاثر ہو کر سلسلہ احمدیہ سے کنارہ کش ہو رہے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ احمد مرسل علیہ السلام سے قطع تعلق کر کے غیر احمدیوں کے ساتھ مل رہے ہیں۔ اور ابھی تک حضرت اقدس کو مرشد اور مسیح موعود کے الفاظ سے اس لئے یاد کرتے ہیں۔ کہ وہ نہیں چاہتے۔ کہ ایکدم غیر احمدیوں میں شامل ہوں۔ بلکہ ان کا مدعا یہ ہے۔ کہ احمدی جماعت کے کثیر حصہ کو اپنے ساتھ لیکر آئیں۔ گجرات کے عقلاء نے ہمارے سامنے یہ بھی بیان کیا۔ کہ خواجہ صاحب حضرت اقدسؑ کی زندگی میں بھی آپکے خلاف باتیں کیا کرتے تھے۔ اور اعتراضات کرنے سے نہیں چوکتے تھے۔ دلوں کا حال خدا جانتا ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ حضرت کی زندگی میں خواجہ صاحب کے تعلقات حضور کے ساتھ مخلصانہ اور مومنانہ نہیں تھے۔ کیونکہ خواجہ صاحب کی تحریروں سے جو حضور کی زندگی میں شائع ہوئیں۔ یا حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات سے پہلے منصۂ ظہور پر آئیں۔ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ خواجہ صاحب کے دل میں معاذ اللہ کوئی نفاق تھا۔ بلکہ اس کے خلاف ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ حضور کو احمد مرسل کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ چنانچہ اس لکچر میں جو خواجہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اول کی زندگی میں ولایت سے لکھ کر بھیجا۔ اور جس کو مولوی صدر الدین صاحب نے جلسہ سالانہ کی تقریب پر بمقام قادیان احمدیہ پبلک کے سامنے پڑھا۔ کئی جگہ حضرت اقدسؑ کو احمد مرسل کہا گیا ہے۔ گجرات کے اہل الرائے نے ہمارے سامنے یہ بھی بیان کیا۔ کہ خواجہ صاحب اپنے لکچر کے اثنا میں حضرت اقدسؑ کا نام شوخی اور گستاخی سے لیتے رہے۔ لیکن ہم اس بات سے اتفاق نہیں کرتے۔ کہ خواجہ صاحب نے گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔ البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ جن الفاظ سے خواجہ صاحب نے وقتاً فوقتاً حضرت اقدسؑ کو یاد کیا۔ اُن سے سچا اخلاص اور محبت نہیں ٹپکتی تھی۔ اور ہم کو افسوس ہوا۔ جبکہ ہم نے خواجہ صاحب سے یہ سنا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوے کرنیوالا کافر ہوتا ہے۔ تو گویا اگر حضرت مرزا صاحبؑ نے نبوت کا دعوے کیا۔ تو خواجہ صاحب کے فتوے کے مطابق آپ بھی کافر ہوئے۔ اور آپ کی جماعت بھی۔ اور یہ سنکر ہم کو دلی رنج ہوا۔ کہ حضرت اقدسؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے۔ اور جو ان کو نہیں مانتا وہ مسلمان ہے۔ (چاہے وہ حضرتؑ کو کافر ہی قرار دیتا ہو)

حضرت اقدسؑ نے مسیح موعودؑ ہونے کا دعوے کیا تھا اور ابھی خواجہ صاحب ان کو مسیح موعود کہتے ہیں۔ اور احادیث صحیحہ میں مسیح موعودؑ کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ لہٰذا کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر حضرت اقدسؑ فی الحقیقت مسیح موعودؑ ہیں۔ جیسا کہ خواجہ صاحب تسلیم کرتے ہیں۔ تو گویا ان کو جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی کہا۔ اور وہ واقعی نبی ہیں۔ اب خواجہ صاحب ہی فرمائیں۔ کہ ان کے فتوے کفر کے نیچے کون آیا۔ خواجہ صاحب سے یہ فتوے پوچھا نہیں گیا تھا۔ ان کو اس کے اظہار کی کیوں ضرورت پڑی۔ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ احمدی لوگ اب خواجہ صاحب کو چندہ بھی نہیں دیتے۔ اور دے بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ اسقدر متمول نہیں ہیں۔ اور خواجہ صاحب نے جو کارخانہ ولایت میں کھول رکھا ہے اس کے لئے روپے کی ضرورت ہے۔ جو غیر احمدی متمول طبقہ سے وصول ہو سکتا ہے۔ اگر خواجہ صاحب مولویوں اور عام مسلمانوں کے عقائد کے خلاف بیان کریں۔ تو اُن کی بات کون سُنے۔ اور چندہ کون دے +

جہاں تک خواجہ صاحب کی تقریر سے معلوم ہوا ہے ابھی خواجہ صاحب کے دل میں احمدیت کا احساس باقی ہے اور انھوں نے بشرح صدر یہ نہیں بیان کیا تھا۔ کہ حضرت اقدسؑ نبی نہیں ہیں۔ بلکہ اُن کے بشرے سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اپنے نفس پر ایک قسم کا جبر کر رہے ہیں۔ اور کوئی غیبی طاقت ہے۔ جو ان سے ایک بات جبراً منوا رہی ہے۔ اور کچھ تعجب نہیں ہے۔ کہ صحبت اغیار سے موجودہ احساس بھی جاتا رہے۔ اور وہ سلسلہ حقہ سے بدل متنفر ہو جائیں (ہماری دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اُن کے دل کو راہِ حق سے نہ پھیرے)

خواجہ صاحب عقلمند آدمی ہیں۔ شاید انھوں نے اس میں کوئی بہتری دیکھی ہوگی۔ لیکن جہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں خواجہ صاحب کی یہ پالیسی اچھی نہیں ہے۔ کہ وہ غیر احمدیوں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ان سے خراج تحسین وصول کرنے کے لئے سلسلہ احمدیہ کی توقیر کو مدنظر نہیں رکھتے۔ اگرچہ خواجہ صاحب کو غیروں سے چندہ مل جاتا ہے۔ اور اُن کی ظاہری آؤ بھگت بھی ہوتی ہے لیکن جو اعتبار ان کو اپنی غریب مگر مخلص اور جاں نثار جماعت میں حاصل تھا۔ وہ ان کو ہرگز غیر احمدیوں میں حاصل نہیں ہوگا۔ (چاہے وہ ان کا کلمہ بھی پڑھنے لگیں۔ ایڈیٹر)

ہم نے حضرت اقدسؑ کی کتابیں پڑھی ہیں۔ اور اچھی طرح پڑھی ہیں۔ ہم کو تو یہی معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرتؑ نے صاف طور پر نبوت کا دعوے کیا ہے۔ اگرچہ ساتھ یہ بھی فرمایا۔ کہ مجھ کو فیض نبوت اتباع محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے۔ چنانچہ آپ کا الہام ہے "یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً" معلوم نہیں۔ پھر خواجہ صاحب جیسا معقول آدمی کیوں ایسی کھلی کھلی صداقتوں کا انکار کرتا ہے۔ اور کیوں برملا یہ کہتا ہے۔ کہ جناب رسالتمآب کے بعد کسی نے دعوے نبوت نہیں کیا۔ کیا خواجہ صاحب نے بھائی لٹریچر کا مطالعہ نہیں کیا +

خواجہ صاحب نے اپنے لکچر کے دوران میں صاف طور پر تسلیم کیا۔ کہ انسان ان تمام قوتوں کو اپنی محنت اور کوشش سے ترقی دے سکتا ہے۔ جو اس کے اندر قدام تعالےٰ نے رکھی ہیں۔ لیکن وہ ترقی کرتے کرتے نبی نہیں بن سکتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ نبوت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لئے مثال یوں دی ہے۔ ایک سیاہ فام آدمی اپنی کوشش سے گندم گوں نہیں بن سکتا۔ سوال یہ نہیں ہے۔ کہ نبوت کسبی ہے یا وہبی۔ سوال یہ ہے۔ کہ گندم گوں دنیا میں ایک ہی ہو سکتا ہے یا اور بھی انسان ایسے ہو سکتے ہیں۔ یہ مانا۔ کہ تمام آدمیوں میں نبوت کا مادہ پورے طور پر نہیں ہوتا۔ لیکن کیا اب ایسے انسان پیدا نہیں ہو سکتے۔ جن میں نبوت کا مادہ ہو۔ اگر نہیں ہو سکتے تو پھر سوائے محمد میں کون سے منعم علیہم کی راہ تلاش کی۔ دعا سکھلائی گئی ہے۔ اور کیوں اور کس گناہ کی وجہ سے اب نسل انسانی کو اس نعمت سے محروم رکھا گیا ہے۔ کیا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں روحانی فیوض اور آسمانی برکات کو ہمیشہ کے لئے بند کرنے آئے تھے۔ یا جاری کرنے کے لئے۔ یہ مانا۔ کہ سب انسان یکساں طاقتوں کے مالک نہیں ہوتے۔ لیکن کیا ایک انسان جو ایک خاص طاقت زیادہ تر اپنے اندر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھتا ہو۔ یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اب میرے بعد اور کوئی انسان پیدا نہیں ہوگا۔ جو میرے جیسی طاقتوں کا مظہر ہو۔ پھر نبوت کے دعویٰ ہونے کے جو معنے خواجہ صاحب نے سمجھائے ہیں۔ وہ بھی صحیح نہیں ہو سکتے۔ یوں تو ہر ایک نعمت جو انسان پر نازل ہوتی ہے۔ وہبی ہی ہوتی ہے۔ انسان کا کام صرف کوشش کرنا ہے۔ ثمرات کا مترتب کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے ممکن ہے۔ کہ ایک انسان محنت کرتے کرتے رہ جائے اور منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے اس کی طاقتیں جن کے ذریعہ سے وہ محنت کرتا ہو۔ سلب ہو جائیں۔ یا وہ اپنے مرکز کو پہنچنے سے پیشتر ہلاک ہو جائے۔ یا کوئی اور ایسا امر پیش آجائے۔ جو اس کی محنت پر پانی پھیر دے۔ اسی لئے خدا نے سورہ الحمد میں انسان کو راستہ کی تلاش کے لئے دعا سکھلائی ہے۔ اس کو یہ نہیں کہا۔ کہ تو نعمت مانگ۔ کیونکہ انسان کا کام صرف محنت کرنا ہے۔ اور ثمرہ دینا خدا کا اپنا اختیار ہے۔ اور یہ اسی کا فضل ہے۔ جسکو چاہے دے۔ محنت تو انبیاء کو بھی کرنی پڑتی ہے۔ کیا جناب رسالت مآبؐ فاران میں کئی سالوں تک گوشہ گزیں نہیں رہے تھے۔ اگر رہے تھے۔ تو آپ کا کیا مقصد تھا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ بھی اپنے آقا کی طرح گوشہ تنہائی میں کئی سالوں تک رہے ہیں۔ لیکن وہ فیض روحانی کو اپنی محنت اور اعمال کا نتیجہ نہیں بتاتے۔ جیسا کہ خواجہ صاحب نے فرمایا ہے۔ بلکہ اس سے صاف انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرماتے ہیں ؎

کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں پاتے ہیں جزاء
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار
تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے مولیٰ کریم
کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب و جوار

خواجہ صاحب نے اپنے لکچر میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ کہ نبی ہمیشہ کتاب لے کر آتا ہے۔ اور جو کتاب نہ لائے۔ وہ نبی نہیں ہوتا۔ اور پنجابیوں کے امیر مولوی محمد علی صاحب کا بھی یہی خیال ہے۔ ہم ان واجب التعظیم (مگر قابل صد ہزار ملامت و نفرین۔ ایڈیٹر) بزرگوں سے باادب پوچھتے ہیں۔ کہ حضرت ہارون جو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے۔ اور ان کے ساتھ ملکر توریت کی تبلیغ کرتے تھے۔ کونسی کتاب لائے تھے۔ اور ان کو الگ کتاب کی کیوں ضرورت نہ پڑی تھی۔ اور قرآن میں ان کی کتاب کا کیوں ذکر نہیں ہے۔ پھر ہم نہایت ادب سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ حضرت لوط علیہ السلام جو جناب ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ اور ان کے مریدوں میں داخل تھے۔ ان کی موجودگی میں نبی تھے۔ ان کو کیوں الگ کتاب نہ دی گئی اور اس کا ذکر قرآن مجید میں کیوں نہیں ہے۔ حالانکہ صحف ابراہیمؑ کا ذکر موجود ہے۔ اور پھر اگر مرید نے اپنی رسالت الگ قائم کرنی تھی۔ تو وہ پیر کی بیعت میں کیوں داخل ہوا۔ اور اس نے اپنے پیر کی اطاعت کس امر میں کرنی تھی۔ پھر سنئے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام بھی نبی۔ اور ان کے دونوں بیٹے اسحٰقؑ اور اسمٰعیلؑ بھی نبی تھے۔ اور پھر جناب اسحٰقؑ کا بیٹا یعقوبؑ بھی نبی تھا۔ اور یعقوبؑ کا بیٹا یوسفؑ بھی نبی تھا۔ گویا ایک گھر اور ایک خاندان میں پانچ نبی تھے۔ اور اگر لوط علیہ السلام کو جو سلسلہ مریدین میں داخل تھے۔ ساتھ شامل کیا جائے۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ ایک ملک اور ایک خاندان میں چھ نبی تھے۔ اور عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی۔ کہ چھ نبیوں کو جو ایک ہی سلسلہ اور خاندان کے ممبر تھے۔ اور قریباً ایک ہی وقت میں موجود تھے۔ الگ الگ کتابیں ملی ہوں۔ اور الگ الگ شریعتیں لیکر آئے ہوں۔ اور اگر ہمارے معزز بزرگان آپ سے مراد الہام ہی لیتے ہیں۔ تو پھر نزاع لفظی ہے۔ الہام جناب مرزا صاحبؑ کو بھی ہوئے ہیں۔ اور کثرت سے ہوئے ہیں۔ پھر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام جو باپ بیٹا تھے۔ اور ایک جگہ ملکر رہتے تھے۔ ان کو دو الگ الگ کتابیں ملی تھیں یا ایک ہی کتاب کے دونوں پیرو تھے۔ یا ان میں ایک خادم اور دوسرا مخدوم تھا۔ یا دونوں ایک ہی پیر کے مرید تھے۔ اور کیا بیٹا اپنے باپ کے طریق پر نہیں چلتا تھا جو نبی تھا۔ پھر ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ زکریا علیہ السلام بھی نبی تھے۔ اور ان کا بیٹا یحییٰ بھی نبی تھا۔ ایک گھر میں ایک ہی وقت میں دو نبی تھے (کیونکہ یحییٰ علیہ السلام کو بچپن میں نبوت ملی تھی) ان دونوں میں سے بیٹا اپنے باپ کا تابع کیونکر ہوا۔ اور کیوں الگ کتاب لایا۔ اور الگ کتاب کی ضرورت کیا تھی۔ کیا پہلی کتاب اتنی جلدی مٹ گئی تھی ؎

اخیر میں ہم یہ کہہ دینا قرین انصاف سمجھتے ہیں۔ کہ جو در افشانی خواجہ صاحب نے نبوت کے مسئلہ پر اپنے لکچر میں کی۔ اور جن نامناسب اور نامہذب الفاظ سے کنایۃً انہوں نے میاں صاحبؑ کو یاد کیا ہے۔ ان کو اگر الگ رکھا جائے۔ تو خواجہ صاحب کا لکچر عام طور پر عام پسند تھا۔ جس کو حاضرین میں سے قریباً سب نے پسند کیا۔ اور اچھا ہونا ہی تھا۔ کیونکہ بقول خواجہ صاحب خواجہ صاحب نے وہی بیان کیا۔ جو انہوں نے پیر سے سیکھا۔ اور جو ایجاد بندہ تھا۔ وہ حصہ ہی گندہ تھا ؎ ؎ ؎

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب

کی خدمت میں ایک عریضہ

بخدمت کرم و معظم جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب احمدیہ بلڈنگز لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے کئی دفعہ خدمت والا میں اصالتاً حاضر ہو ہو کر عرض کرتا کرتا تھک گیا ہوں۔ کہ میرا روپیہ مجھے ادا کر دیں۔ خطوط بھی ارسال کئے۔ نوٹس بھیجے۔ اور کئی دوستوں کو بھی آپ کی خدمت میں عرض کرنے کی درخواستیں کیں۔ یہاں تک کہ خواجہ صاحب سے بھی گذارش کیا۔ لیکن آپ پر کسی کی بات کا اثر نہیں ہوا۔ اب بہت عرصہ سے مجھے معلوم نہیں کہ آپ کس جگہ ہیں۔ اس لئے نہایت مجبور ہو کر یہ عریضہ اخبار میں دیتا ہوں۔ کہ آپکے پڑھنے میں آسکے۔ اور شاید آپ کی سیادت کی رگ رحم جوش میں آکر آپ کو ادائیگی روپے سے سبکدوش ہونے کی طرف متوجہ کر سکے۔

اگرچہ کئی دفعہ پہلے حساب خدمت والا میں ارسال کر چکا ہوں۔ لیکن اب بھی آپ کی خدمت میں حساب پیش کر دیتا ہوں اور وہ یوں ہے ؎

(۱) قیمت خشت جو مرزا یعقوب بیگ صاحب کی معرفت سید محمد حسین شاہ صاحب نے لیں۔ اور مرزا صاحب نے اپنا حساب فیصلہ کرتے وقت ان کو اپنے ذمہ تسلیم کر لیا تھا ؎ بل ۲۵ ۔ ۱۵/۹۵

(۲) قیمت خشت جو میری شراکت کے زمانے میں شاہ صاحب نے منگائیں۔ بل ۳۹ ۔ ۱۵/۱۰۴

دفعہ ۱۵/۱۲ دفعہ ۱۵/۲

(۳) از ماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء لغایت اگست ۷۹۸۰ خشت درجہ اول نرخ ۱۵/۱۰ فی ہزار ۱۵/۱۵

(۴) از ماہ مئی سنہ ۱۹۱۱ء لغایت اگست ۱۰۵۰ خشت درجہ دوم۔ نرخ ۱۵/۱۰ فی ہزار ۱۵/۱۰

(۵) ۵۰۰ خشت درجہ دوم جو سردار احمد بلڈنگز کے لئے امام الدین ٹھیکیدار کی طرف بھیجی تھیں۔ اور گاڑیبان غلطی سے شاہ صاحب کے ہاں لے گئے تھے۔ اور شاہ صاحب نے اٹھانے نہ دیں۔ اور فرمایا تھا۔ کہ ہمارے حساب میں لکھ لو ؎ للعہ ۱۵/۵

(۶) ۸۰۰ خشت درجہ اول در ماہ نومبر ۱۹۱۰ء نرخ ۱۵ فی ہزار

(۷) خشت درجہ دوم۔ ماہ دسمبر ۱۹۱۰ء ۲۱۰۰۔

(۸) ۷۰۰۰ خشت درجہ اول جو گہاروں کی جھگیوں کو گرا کر شاہ صاحب نے اپنی باربرداری سے احمدیہ بلڈنگز میں منگائیں۔ اور شیخ نور احمد صاحب ایجنٹ خواجہ کمال الدین صاحب نے شمار کیں۔ اور درجہ دوم میں ان کی قیمت کا دیا جانا شاہ صاحب نے مقرر فرمایا ؛

(۹) ۱۶۰۰۰۰ خشت جو بموجود گئی چند کسان موقعہ بھٹہ پر شمار کر کے شاہ صاحب نے لیں۔ اور اپنی باربرداری سے اٹھوائیں۔ نرخ پہلے فی ہزار مقرر ہوا تھا۔ جس کی تحریر شاہ صاحب کو دیگئی تھی ؛

(۱۰) ۲۶۹۸۹۱ خشت در اجو شیخ رحمت اللہ صاحب نے بموجب نرخ مقررہ مندرجہ اقرار نامہ بھٹہ پر سے لیں۔ نرخ ۱۲ فی ہزار (السابعہ) رقوم موصولہ از شیخ صاحب (ذمہ شاہ صاحب ؛

(۱۱) قیمت اراضی بکیہ بروے بیعنامہ رجسٹری شدہ

(۱۲) خشت معرفت مستری دین محمد

کل میزان بذمہ سید محمد حسین شاہ صاحب ؛ سعہ حاے

ان میں سے ذیل کی رقمیں خاکسار کے نام ہیں ؛

بابت ہنڈوی کوآپریٹو بنک ۔ اعہ سالہ

۲۲۔ جون ۱۹۱۰ء چیک ۹۰۴۶ اوبینٹ بنک موصولہ معرفت فضلدین منشی معتبر معراج الدین عمر ؛

۳۔ اگست نقد معرفت فضلدین ۔ ۔ عہ

بروز رجسٹری آراضی بکیہ والی ؛ صہ

باقی واجب الوصول اعہ سالہ

حساب کے رو سے مبلغ تین ہزار تین سو اکیس روپے ساڑھے سات آنے آپ کی طرف ہیں۔ مہربانی فرما کر یہ روپیہ دو ہفتوں کے اندر مجھے ادا کر کے مشکور فرماویں۔ اور اگر آپ نے اب بھی میری درخواست کی طرف التفات نہ فرمایا۔ تو مجھے عدالت کی طرف رجوع کرنے اور ہر قسم کے اخراجات وغیرہ کے آپ ذمہ دار ہونگے۔ میں نے اس لئے بھی یہ عریضہ اخبار میں دیا ہے۔ کہ میں آپ کے گذشتہ طرز سے سمجھ چکا ہوں۔ کہ آپ بدوں عدالت کی مدد کے میرا حساب ادا کرتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ اور عدالت میں نالش ہو جانے پر آپ اور آپکے بعض کچے خوشامدی شور ڈالیں گے۔ کہ مقدمہ بازی شروع کر دیگئی ہے۔ میں نے برداشت کی حد کر دی۔ آداب کو پورا کر دیا ہے۔ اب اگر عدالت تک نوبت پہنچیگی۔ تو اس کی ہر قسم کی ذمہ داری آپ پر ہوگی ؛

ہاں میں اور بات بھی عرض کر دیتا ہوں۔ کہ اس حساب میں اگر آپ کو اختلاف ہو۔ تو اس کے فیصلہ کے لئے خانگی طور پر دو ہفتوں کے اندر ثالث مقرر کر لیں۔ اگرچہ مولوی محمد علی صاحب کو پہلے آپنے ثالث منظور کیا تھا۔ اور انھوں نے کارروائی شروع کر کے مجھ سے میرے تمام کاغذات اور حساب کی کتابیں جو میں ثبوت میں رکھتا تھا۔ لے لیں۔ اور وہ سب آپکے حوالے کر دی ہوئی ہیں اور میرے بار بار واپس طلب کرنے پر مجھے دینے میں نہیں آتے۔ بلکہ بذریعہ خطوط رجسٹری شدہ بھی عرض کیا گیا۔ مگر آج تک انھوں نے اسطرف توجہ نہیں فرمائی۔ صرف اتنا لکھدیا تھا۔ کہ وہ کاغذات محفوظ پڑے ہیں۔ حالانکہ میں نے ان کو لکھا تھا۔ کہ میں نے ہزارہا روپے لوگوں سے لینے ہیں جو ان کتب میں درج ہیں۔ اور جن کے ضائع المیعاد ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اور اگر میری کتب مجھے واپس نہ دیں گے۔ تو جو رقوم ناشی المیعاد ہو جائیں گی۔ اس کی ادائیگی کے آپ ذمہ دار ہوں گے۔ مگر ابھی تک مجھے واپس نہیں دیگئیں اور بہت رقوم ضائع المیعاد بھی ہو گئی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے میں پھر بھی ان کو ثالث منظور کرنے کے لئے تیار ہوں کیونکہ میں معاملے کو طے کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کو وہ منظور نہ ہوں۔ تو پھر میاں محمد امین احمدی تاجر چرم لاہور کو ثالث تجویز کرتا ہوں۔ میں جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے ایمان کو بھی ثالث ماننے میں کوئی عذر نہیں رکھتا۔ وہ ہی چند معزز دوستوں کے جلسے میں شرعی حلف سے جو فیصلہ کر دیں۔ اس کو میں قطعی سمجھ لوں گا۔ لیکن اگر دو ہفتوں کے اندر کسی بات کا فیصلہ نہ ہوا۔ تو مجھے یہ سمجھ لینے کا حق ہو جائیگا۔ کہ آپ کو حساب میں کوئی عذر نہیں۔ اور آپ اس کے بعد اس میں کسی عذر کا حق نہیں رکھیں گے اور میں اس روپے کو عدالتاً وصول کر لوں گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ ؛

مجھے امید ہے۔ کہ آپ معاملہ کو اور طول دینے کی کوشش نہ کریں گے ؛ والسلام

خاکسار معراج الدین عمر

میں کس طرح احمدی ہوا ؟

(از مولوی نثار احمد صاحب سابق واعظ انجمن ہدایت الاسلام و ممبر انجمن خدام کعبہ دہلی حال احمدی از قادیان)

میرا قادیان میں آنا کیوں ہوا ؟

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

معزز ناظرین! قبل اس کے کہ میں یہاں کے حالات کا مختصر نقشہ آپ اصحاب کے پیش نظر کروں پہلے میں اپنے یہاں آنے کی تھوڑی سی سرگذشت ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ بعدہٗ میں یہ بتلاؤں گا۔ کہ میں نے یہاں آکر کیا پایا۔ امید ہے۔ کہ سعید روحوں کے لئے پیش کردہ واقعات کا مختصر نقشہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا بلکہ رہنمائی کے واسطے حضرت خضر سے بھی زیادہ معین ہوگا اسمعوا یا ایھا الناظرین! ۲۷۔ فروری ۱۹۱۶ء کو بعد نماز ظہر چاوڑی بازار دہلی کی نئی مسجد میں میں اپنے ساتھیوں کو اقتصائی کا تکرار کرا رہا تھا۔ کہ یکایک گھنٹی کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد ایک دلکش شعر سننے میں آیا۔ جو یہ تھا

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

میں اس شعر کو سنتے ہی فوراً عجلت کے ساتھ مسجد سے باہر نکل کر متلاشی کے پاس آ پہنچا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لٹریچر کی انھوں نے خوشخبری سنائی۔ اور کل باشندگان دہلی کو بلا تخصیص مذہب و ملت کشادہ دلی سے ۳۔ مارچ کو بعد نماز جمعہ روحانی پیغام سنانے کے لئے مدعو کیا۔ چونکہ لکچروں کے سننے کا مجھ کو ابتدائے تعلیم سے ہی زیادہ شوق ہے اس لئے مجھے اس اعلان سے ازحد خوشی ہوئی۔ یکم مارچ کو دعوت روحانی کے دو اشتہار کلاں وخود منجانب مبلغین سلسلہ احمدیہ دیکھنے کے بعد طبیعت نہایت اشتیاق کے ساتھ ایسے عظیم الشان جلسہ میں شرکت کے واسطے انتظار کرنے لگی۔ خدا خدا کر کے انتظار کا حائل شدہ حجاب بخیر و خوبی ۳ مارچ کو دور ہو گیا جامع مسجد سے بعد نماز جمعہ جلسہ میں شرکت کی غرض سے چلا۔ راستے میں دو اشتہار احمدی جماعت کی تکفیر میں ملے۔ ان دونوں اشتہاروں کے ذریعہ بعض گان جہل نے چاہا تھا۔ کہ لوگوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راما تھیٹر کے جلسہ میں شریک ہونے سے روک دیا جاوے۔ مگر نا عاقبت اندیشوں نے یہ نہ سمجھا۔ کہ عادت الٰہی کے مطابق پانی کو روکنے سے وہ آگے بڑھنے کی جدوجہد کرتا ہے گیند زمین پر مارنے سے وہ ہمیشہ اوپر کو جاتا ہے۔ شہادات زمانہ نے اُن دونوں اشتہاروں کو دیکھتے ہی معاً اس بات کو مان لینے پر مجبور کیا۔ کہ یہ دونوں اشتہار سلسلہ عالیہ کی کامیابی کے لئے بطور پیشگوئی کے ہیں۔ چنانچہ ہمارا یہ ناقص خیال جلسہ میں شرکت کے بعد واقعی صحیح نکلا اس لئے کہ باشندگان شہر ہر مذہب و ملت کے کثیر تعداد کے ساتھ شریک جلسہ ہوئے۔ یہاں تک کہ وہ اصحاب جو نفس جلسہ کی شرکت کو بھی کفر سمجھتے تھے۔ اور اس خیال فاسد میں رہنمائی کی دستار فضیحت اپنے سر پر باندھی تھی۔ بحمد اللہ ان لوگوں کی صورتیں بھی ہمیشہ جلسہ میں نظر آتی رہیں۔ اس بے نظیر کامیابی کو دیکھ کر ہمیں خدا کا یہ پاک کلام یاد آیا۔ کہ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء گرچہ بند گان فساد نے اپنے روحانی شقاوتوں کی وجہ سے مفید اور مدلل لکچروں کو دلچسپی کے ساتھ نہ سنا شیطانی جذبات نے ان کو اطمینان کے ساتھ بیٹھنے نہ دیا تعصب کے ناپاک خیالات نے آیات قرآنیہ پر بھی تالیاں بجانے پر مجبور کیا۔ گو سب کچھ ہوا۔ تالیاں بجائی گئیں۔ شور و غل مچائے گئے۔ سیٹیاں بجائیں۔ اور اس جلسہ کو ناکامیابی کے لئے جانی و مالی قربانی کی کوششیں کی گئیں۔ مگر پھر بھی سلسلہ عالیہ ہی کے مبلغین کے سر پر کامیابی اور فتح کا سہرا بندھا کیونکہ ان لوگوں نے خدا پر بھروسہ کر کے مخالفین کی مخالفانہ کوششوں کی مطلقاً پروا نہ کرتے ہوئے اپنے جلسہ کو کامیاب بنانے کی فکر کی تھی۔ اس لئے خدا نے قرآنی وعدہ کے مطابق احمدی جماعت کو دہلی میں کامیاب کیا ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔ چونکہ خدا نے اس خاکسار کو ہمیشہ تعصب سے پاک رکھا ہے۔ کیونکہ تعصب ہی ایک ایسی مہلک شئے ہے۔ کہ جس کی وجہ سے انسان حق کو قبول کرنے سے ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ بحمد اللہ اس ناپاک اثر سے دور رہنے کے باعث سلسلہ عالیہ کے کل اصول حقہ کی صداقت کو (جو مستحکم دلائل کے ساتھ بیان کئے گئے تھے) اس ناچیز کی سعید روح نے قبول کرنے کے لئے سر نیاز جھکا دیا۔ مودودی محبوب الرحمٰن صاحب نومسلم کے ساتھ ۶۔ مارچ کو سلسلہ عالیہ کے مبلغین کے قیام گاہ پر پہنچا۔ ہیڈ ماسٹر مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے۔ اور مولوی ابوالہاشم صاحب ایم۔ اے سے پہلے روز ملاقات ہوئی۔ یہ دونوں صاحب نہایت ہی خلوص اور ہمدردی کے ساتھ ملے۔ اور کچھ باتیں قادیان کے متعلق ہوئیں۔ بعدہٗ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب و شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سے ملاقات ہوئی۔ ان لوگوں کے ملنے سے بھی طبیعت بہت زیادہ خوش ہوئی۔ پھر میر قاسم علی صاحب مناظر و ایڈیٹر اخبار فاروق و حکیم خلیل احمد صاحب سے سبھوں کے بعد نیاز حاصل ہوا۔ ہر ایک کو اخلاق و ہمدردی کا فرشتہ پایا۔ ان لوگوں کی مبارک صحبت نے دل پر بہت کچھ گہرا اثر جمایا۔ اُس روز سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے در اقدس پر پہنچکر روحانی سرچشمہ سے سیراب ہونے کی تمنائیں روز بروز بڑھتی گئیں۔

مخالفت کی گرم بازاری

لوگوں نے یہاں آنے کے متعلق بہت کچھ مخالفتیں کیں۔ اور خصوصاً اس وجہ سے کہ دہلی کی مقامی خدمت مخالفین اسلام کے مذہبی مقابلہ وغیرہ کرنے کی منجانب انجمن ہدایت الاسلام (دہلی) میرے سپرد تھی و نیز انجمن خدام کعبہ جمعیت عالیہ دہلی میں ممبر ہونے کی حیثیت سے اشاعت کے کام میں برابر حصہ لینا پڑتا تھا۔ لہٰذا ان وجوہات سے لوگوں میں روز بروز آتش حسد شعلہ زن ہوتی جاتی تھی۔ وہ احباب (جو ہمارے ساتھ سچی ہمدردی کا دم بھرتے تھے۔ فقط اس بات کے معلوم ہو جانے پر کہ یہ قادیان جانے والا ہے۔ اور اس جرم کی بناء پر کہ اس نے حق کے سامنے سر اطاعت جھکانے کے لئے تیاری کر لی ہے) معاندانہ اور منافقانہ طور پر نقصان پہنچانے کے پیچھے ہو گئے۔ دوست نما دشمنوں کے ذریعہ دنیاوی لالچیں دی گئیں۔ مگر جو دل کہ نورِ فتنۂ الٰہی میں کسی کے ہاتھ فروخت ہو چکا ہو۔ اُسے دنیا کی کونسی طاقت تھی۔ جو خرید سکتی تھی۔ کیا دنیا اپنے فانی بناؤ سنگار پر اُس کو اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ جسقدر لوگوں میں مخالفت کی آگ بھڑکتی تھی۔ اسی قدر شوق محبت کے شعلے ادھر بھی آسمان سے باتیں کرتے تھے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچکر قدمبوسی کی آرزوؤں نے ساعیر حاضری کو طوعاً و کرہاً منظور کیا۔

دیارِ محبوب کی طرف روانگی

آخر بفضل خدا تائید الٰہی شامل حال ہوئی انتظار کا پُر خار منزل صعوبتوں کے ساتھ طے ہوا۔ اور ۱۷۔ اپریل کو دوشنبہ کے روز شب کے وقت دہلی سے روانہ ہو کر مسافت بعیدہ کے مصائب کو مجنوں بنکر جھیلتا ہوا ایک بجے بٹالہ پہنچا۔ وہاں سے یکہ پر سوار ہوا۔ ہوا کے تند جھونکوں نے گرد و غبار کو دیار لیلےٰ سے اس لئے اوڑا رکھا تھا۔ کہ بچشم دل عشاق اسی سے آلودہ ہو کر دربار محبوب میں پہنچیں۔ تاکہ پریشان صورت محبوب کی سچی محبت کا زبان حال سے محبوب کے سامنے ثبوت دے۔ اس لئے اے قادیان کے آنے والو! تمہیں مبارک ہو یہ گرد و غبار جو دیار محبوب سے اڑ کر تمہارے جسموں کو پاک کرتی ہے۔ اور تمہاری صورت کو سچے عاشق جیسی صورت ہر حیثیت سے بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ المختصر۔ ریگستان کا عجیب و غریب نظارہ دیکھتا ہوا پانچ بجے شام کو کوئے یار یعنی قادیان دارالامان میں پہنچا۔

دارالامان کی حالت اور خلیفۃ المسیح کی زیارت

یکہ سے اُترتا تھا کہ یکے بعد دیگرے کل اصحاب نہایت اخلاق کے ساتھ ملے اگر یہاں کے لوگوں کے فقط اخلاقی پہلو کو ہدیہ ناظرین کروں۔ تو یقیناً مضمون بہت طویل ہو جائیگا۔ اس لئے یہاں پر فقط یہ کہدینا کافی ہے۔ کہ اگر کوئی اخلاق محمدی کا نمونہ دیکھنا چاہے۔ تو اُس کو قادیان ایک مرتبہ ہی اپنے زندگی کے کل حصہ میں ضرور آنا چاہیئے۔ مغرب کے وقت حضرت اقدس سے نیاز حاصل کیا۔ آپ کی نورانی صورت دیکھ کر روحانی مسرت حاصل ہوئی۔ آپ کی کم سخنی۔ آپ کی بردباری و تحمل و اخلاق کریمانہ و شفقت پدرانہ وغیرہ نے آپ کو کمال کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچا رکھا ہے۔ خدا ہمیشہ اپنی تائید ایسی مبارک ہستی کے ساتھ شامل حال رکھے۔ اور اپنے امن کے زیر سایہ ہر آفات سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ جسطرح یورپ میں پادریوں نے اسلام کو پیش کر رکھا تھا۔ کہ اسلام ایک ناپاک اور خونخوار مذہب ہے۔ اس میں حضرت محمد صلعم کی پرستش کی جاتی ہے۔ محمد صلعم انبیاء سابقین کو نہیں مانتے تھے۔ اسلام نے عورتوں کے حقوق کو پامال کر دیا ہے اسی طرح غیر احمدیوں میں بند گان جہل نے یہ شور مچا رکھا ہے۔ کہ قادیانی فرقہ انبیاء سابقین کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ توہین کرتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور قرآن مجید کی کوئی وقعت اُن کے دلوں میں نہیں ہے۔

ان کے یہاں نماز دوسری۔ روزہ دوسرا۔ شریعت دوسری مگر یہاں آنے سے ہمارے سامنے پورا نقشہ بندگان جہل کی کارروائیوں اور فتنہ پردازیوں کا ویسا ہی کھنچ گیا۔ جیسا کہ پادریوں نے یورپ میں اسلام کو پیش کر رکھا تھا ؛

اے کورچشم ظالمو! آؤ!! یہاں کی مہمان نوازیوں کو اور یہاں کے لوگوں کے اخلاق کو اور دینداری کو دیکھو۔ اے مخلوق خدا کو راہ راست سے دور کرنے والو! آؤ!! اور یہاں کی قرآن دانی اور اس کی اور اس کے سچے لانیوالے رسولؐ کی عزت و حرمت کا تماشہ دیکھو۔ آؤ! اور انبیاء سابقین کی عزت و شان کے متعلق درد بھری تحریروں کو پڑھو۔ اور سنو۔ اپنی روحانی آنکھ کو اپنے ہاتھ سے ضائع کرنے والے دشمنو! خدا کے واسطے ایک روز کے لئے ہی آکر دیکھ جاؤ کہ ایک چھوٹی سی جگہ میں کونسی زبردست طاقت ہے۔ کہ جو چھ سو سے زیادہ گردنوں کو پنج وقتہ جماعت کے ساتھ خدا کے سامنے جھکا دیتی ہے۔ خدا کے واسطے ذرا غور کرو۔ کہ کس طاقت نے ہر گھر میں چھوٹے سے لیکر بڑے تک کو (خواہ مرد ہو یا عورت) خدا اور رسولؐ و قرآن و احادیث کا شیدائی بنا دیا ہے۔ احمدیت کا ہر فرزند قرآن کے نکات و ترجمہ سے واقف دکھائی دیتا ہے۔ کیا کوئی کاذب ہستی ایسا ہی روحانی انقلاب پیدا کر سکتی ہے؟ کیا کسی کاذب مدعی کا سلسلہ بعد وفات کے روز بروز اس قدر زیادہ وسیع ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ دنیا کی تاریخیں۔ دنیا کے سچے واقعات ایسی مثالیں دکھلانے سے عاجز ہیں۔ اس لئے یہ علامات بینہ شاہد ہیں۔ اور زبان حال سے کہہ رہی ہیں۔ کہ ایسے انقلابات ہمیشہ صادق اور برگزیدہ بندوں نے دنیا کو دکھلائے ہیں۔ بعد وفات کے روحانی میدان میں ایسی ترقیاں ہمیشہ خدا رسیدہ انسانوں نے کی ہیں۔ لہٰذا اے بندگان جہل و نادان خشک خدا کے واسطے واقعات زمانہ کو پس پشت نہ ڈالو۔ کیا اگر تم واقعات کو تحقیر کے ساتھ نظر انداز کر دو گے۔ تو ایسی صورت میں دنیا کے سامنے کسی برگزیدہ انسان کا برگزیدہ ہونا ثابت کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ اگر واقعات کچھ تمہارے سامنے وقعت رکھتے ہیں۔ اور ضرور رکھتے ہیں۔ تو خدا کے واسطے دلائل کے ساتھ واقعات کو بھی مطابق کر کے احمدی جماعت کے اصولوں کا مطالعہ کرو۔ خواہ مخواہ کے لئے خلق اللہ کو حق کے قبول کرنے سے فقط اپنی عزت میں کمی آنے کے خیال سے نہ روکو۔ ورنہ خدا کو کیا منہ دکھلاؤ گے

اے سعادتمند روحو! تم لوگوں کے دام تزویر میں اندھوں کی طرح مت پھنسو۔ خدا نے تم کو چشم بصیرت عطا فرمائی لہٰذا تم پہلے قادیان دارالامان میں پہنچ کر کل حالات علمی و عملی دیکھ جاؤ۔ بعد میں بستر راحت پر لیٹ کر فیصلہ کر لینا کہ واقعی یہ فرقہ گمراہ ہے یا راہ راست پر ؎

مانو نہ مانو آپ کو یہ اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

اے آسمان و زمین کے خدا۔ اے بر و بحر کے مالک۔ اے کل کائنات کے شہنشاہ۔ اے جلالی شان کے رکھنے والے مولیٰ۔ اس ناچیز ہستی کے روحانی پیغام کو دنیا کے ہونہار فرزندوں کے نہ صرف کانوں تک بلکہ دلوں تک پہنچا دے۔ تاکہ تاریکی سے نکل کر ابدی سرور حاصل کریں۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ

نثار احمد (احمدی) طالب العلم
(مولوی فاضل کورس)

میرے کا سرمہ

میرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول مولوی حکیم نورالدین صاحب مدظلہ کا بتایا ہوا ہے آپنے اس سرمہ کے متعلق فرمایا۔ کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است"۔ یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ سرخی اور ابتدائے موتیا بند اور دیگر امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے۔ خصوصاً یہ سرمہ جنکی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہوں۔ اُن کے لئے نہایت مفید اور مجرب ہے۔ قیمت فی تولہ ۱؎

اصلی میہر اقیمت فی تولہ ۱؎

ست سلاجیت ؛ محیط اعظم طبکی مشہور کتاب میں اسکے متعلق لکھا ہے بقوی جمیع اعضا نافع صرع یشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جزام استسقا و زردی رنگ قوتی نفس و دق و نیز خاصیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم نفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و یبوست دو مقاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح بکیفیت دودھ کے ساتھ قیمت فی نمبر اول ۱؎ دوم ۱؎ سوم ۱؎

فگیاں ۱؎ کلاہ ۱؎ قسم ۱؎ مہندی پشاوری۔ بادامی سیاہ سفید ہاشمی ریشمی سوتی ٹسری صاف سفید و بادامی و پشاوری قیمتیں کی سکتی ہیں

نوٹ:۔ درخواست پر اخبار کا حوالہ ضرور لکھا جائے۔

احمد نور کابلی ۔ مہاجر ۔ سوداگر قادیان ۔ (گورداسپور)

کسرِ صلیب

حضرت عیسےٰؑ کے حواری تھوما کی قبر ہندوستان میں

گذشتہ سے پیوستہ

نمبر ۵

چالیس کتابوں کا حوالہ

گذشتہ نمبروں میں ہم اندرونی اور بیرونی اکیس ۲۱ شہادتیں درج کر چکے ہیں۔ جن سے سلسل یہ امر بایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ جنوبی ہند میں قدیم الایام سے جو عیسائی چلے آتے ہیں۔ اور آج کل تھوما حواری کے عیسائی کہلاتے ہیں۔ انہیں عیسائی بنانے والے ابتداءً حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ایک حواری تھے۔ جن کا نام تھوما تھا۔ اور جنہیں یورپ کی زبانوں میں سینٹ ٹامس کہتے ہیں۔ اب ہم یہاں اُن تمام شائع شدہ کتابوں کی فہرست درج کرتے ہیں۔ جن میں تفصیلاً یا اختصاراً تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے اور یہاں شہید ہونے کے حالات درج ہیں ؛

چونکہ میں نے یہ تمام تحقیقات مدراس میں کی ہے۔ اس واسطے میں نے اکثر مذکورہ کتب کو وہیں دیکھا ہے۔ بعض کتابیں تو مجھے مدراس کی سرکاری پبلک لائبریری میں مل گئیں چونکہ وہاں کے عجائب گھر کے اندر ایک بڑی شاندار و دلفریب عمارت میں رکھی ہوئی ہے۔ ہزارہا کتابیں خوبصورت الماریوں میں مختلف مضامین کے لحاظ سے ترتیب دیکر رکھی گئی ہیں۔ اور بہت سی میزیں اور کرسیاں الگ الگ بچھا دی گئی ہیں۔ جہاں بیٹھ کر شائقین کتابیں مطالعہ کر سکتے ہیں۔ کتابوں میں سے کچھ نقل کرنے یا نوٹ کرنے کی عام اجازت ہے لیکن صرف پنسل کا استعمال جائز رکھا گیا ہے۔ تاکہ کتابوں پر سیاہی کے داغ نہ لگ جائیں۔ اس کا نام وہاں کے ایک علم دوست سابق گورنر مسٹر کیناما را کے نام پر کیناما را لائبریری ہے۔ انگریزی کے سوائے سنسکرت اور کتابیں بہت ہیں۔ مگر عربی۔ فارسی۔ اردو کی ایک کتاب بھی نہیں۔ کتابوں کے باہر لے جانے کی کسی کو بھی اجازت نہیں ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واسطے تمام کتابیں ہر وقت موجود رہتی ہیں۔ پنجاب کی پبلک لائبریری کی طرح نہیں۔ کہ اکثر کتابوں کے متعلق لائبریرین صاحب کہدیتے ہیں "باہر گئی ہوئی ہے"۔ اور اس طرح ایک محقق آدمی کو مایوسی کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے ✤

میں نے ہندوستان کے مختلف شہروں کے پبلک کتب خانے دیکھے ہیں۔ مگر ایک خوبی جو کلکتہ کی امپیریل لائبریری میں ہے وہ کسی میں نہیں دیکھی گئی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ریفرنس کی بڑی بڑی کتابیں مثلاً انسائیکلوپیڈیا۔ اور ہر قسم کی ڈکشنریاں اور ڈائرکٹریاں سب ریڈنگ ہال میں کھلی الماریوں میں سجادی گئی ہیں۔ اور ان کتابوں کے واسطے لائبریرین کو درخواست نہیں دینی پڑتی۔ بلکہ شائقین خود ہی ان کتابوں کو نکال کر دیکھ لیتے ہیں۔ اور پھر خود ہی وہاں واپس رکھ دیتے ہیں۔ اس سے نہ صرف شائقین کو آسانی رہتی ہے بلکہ لائبریری کے اسٹاف کا بھی وقت اور محنت کا بچاؤ ہو جاتا ہے۔ مگر کتب خانہ پنجاب، اور دیگر کتب خانوں کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہیئے ✤

یہ تو جملہ معترضہ ہی تھا۔ اصل بات کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ تھوما حواری کے متعلق بعض تصانیف اس کتب خانہ میں ہیں۔ لیکن بعض پرانی کتابیں ایسی تھیں۔ جو کہ نہ تو پبلک لائبریری میں ملیں۔ اور نہ کسی عیسائی کے پاس تھیں۔ مگر ان کا ذکر بعض موجودہ کتب میں میں نے پڑھا تھا۔ ان کا تلاش کرنا بہت ہی مشکل تھا۔ کیونکہ وہ اب چھپتی نہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا فضل اور کرم اور احسان اور غریب نوازی ہے۔ کہ مجھے وہ سب کتابیں تھوڑی سی محنت تلاش کے بعد ایک ایسے کتب خانہ میں مل گئیں۔ جو ایک گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا۔ وہ کتب خانہ پادری کیلیٹ آنجہانی کا ہے۔ پادری کیلیٹ بہت عرصہ ہوا۔ مدراس میں ایک مشہور پادری تھے۔ انھیں کتابوں کے جمع کرنے کا بڑا شوق تھا۔ عمر بھر میں انھوں نے کتابوں کا ایک بیش قیمت ذخیرہ جمع کیا۔ جو ان کے مرنے پر کلیسیا نے خرید لیا۔ اور اب وہاں انگریزی چرچ کے ممبروں کے سوائے دوسرے کو جانے کی اجازت نہیں۔ مگر وہاں کے ڈین صاحب نے مہربانی سے مجھے خصوصیت سے اجازت دی۔ میں چند روز متواتر وہاں جاتا رہا۔ اور مجھے تعجب ہوا۔ کہ اس قابل قدر کتب خانہ کو دیکھنے کے واسطے کبھی کوئی وہاں نہ آتا تھا۔ میں اکیلا وہاں پر کتابیں دیکھتا رہتا ✤

سو بعض کتابیں مجھے کیلیٹ لائبریری میں ملیں۔ لیکن تاحال بعض کتابیں ایسی ہیں۔ جنکا حوالہ میں نے کتب زیر مطالعہ میں پڑھا۔ مگر خود انہیں نہیں دیکھا۔ ان سب کتابوں کا نام میں یہاں لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ اس مضمون پر آئندہ تحقیقین کے واسطے آسانی ہو۔ اور چونکہ انگریزی کتابوں کو اردو حروف میں درست طور پر نہیں پڑھا جا سکتا لہذا صحت تلفظ کے واسطے انگریزی حروف میں بھی نام لکھ دیئے جاتے ہیں ✤

(۱) تاریخ کلیسیائے مالابار۔ مصنفہ میکائل گیڈس مطبوعہ لندن ۱۶۹۴ء (موجود در کیلیٹ لائبریری مدراس)

History of the church of malabar. by michael Geddes. London. 1694

اس کتاب میں تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے میلاپور میں اس کی قبر کے ہونے کا مفصل ذکر ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جنوبی ہند میں قدیم سے یہود آباد تھے (صفحہ ۷) اور تھوما کے عیسائی گرجوں میں تصویریں نہ رکھتے تھے۔ بت نہ بناتے تھے۔ شراب کا استعمال کرتے تھے۔ عشائے ربانی کو حقیقی نہ جانتے تھے۔ (صفحہ ۳۷، ۳۷)

(۲) کتاب ظہیر الدین مخدوم۔ یہ ایک اسلامی بزرگ کی تصنیف ہے۔ جو مالابار میں بطور ایک ولی کے مانا جاتا ہے۔ مخدوم صاحب نے بھی اپنی کتاب میں تھوما اور اس کے عیسائیوں کا ذکر کیا ہے۔ جو ہندوستان میں قدیم سے پائے جاتے ہیں۔ چونکہ مخدوم صاحب کا نام میں نے انگریزی حروف میں دیکھا ہے۔ اس واسطے اس کا صحیح تلفظ بیان نہیں ہو سکا ✤

یو اکسیڈ اف مرکری موتی نمیرا زنک سلفاس تب ڈونیا نبر سرمہ اصفہانی

سُرمہ نور شباب

اس سرمہ کے تمام اجزا طبی فوائد کے رو سے آنکھ کی ہر ایک بیماری کے واسطے مفرد ہی اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ جب انکو مرکب کیا گیا۔ تو جیسے بجلی اپنا کام کرتی ہے۔ ایسے ہی یہ سرمہ اپنی برقی طاقت سے ضعف بصر کے لئے مسیحائی اثر رکھتا ہے علاوہ ازیں دھند۔ جالا۔ پردہ۔ کمزوری۔ خارش چشم۔ آنکھ سے لیسدار رطوبت کا نکلنا۔ ان امراض کے لئے بفضلہ نہایت موثر ثابت ہوا ہے۔ قیمت ۳ ماشہ عصر ۶ ماشہ ۱۲ عدد فی تولہ ۳۲ روپے ✤

المشتہر ان۔ نظام جان عبد الرحمن کاغانی۔ قادیان

نمبر ۶

چالیس کتابوں کا حوالہ

مضمون نمبر ۵ میں ہم نے اُن کتابوں کے نام لکھنے شروع کئے ہیں۔ جن میں تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے۔ رہنے اور شہید اور مدفون ہونے کا تذکرہ ہے۔ دو کتابوں کے نام اور کچھ ذکر درج ہو چکا ہے۔ باقی فہرست اب درج کی جاتی ہے ✤

(۳) "ہندوستان کو سچے دلی عیسائی بنانا غیر ممکن ہے"۔ مصنفہ ابے جے۔ اے۔ ڈوبائے۔ مطبوعہ لندن ۱۸۲۳ء

Impossibility of making real converts to christianity in India. by Abbe. J. A Dubuis. London. 1823.

اس کتاب کے صفحہ ۲۲ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ نسطوری فرقہ کے عیسائیوں کی کتاب دعا زبان سریانی میں اب تک ہندوستان میں موجود ہے ✤

واضح ہو۔ کہ بعض لوگوں کی تحقیق کے مطابق مالابار اور مدراس کے پورانے عیسائیوں کو نسطوری عیسائی بھی کہا جاتا ہے ✤

(۴) سفرنامہ ہند۔ مصنفہ بارتھولومیو۔ مطبوعہ لندن ۱۸۰۰ء۔

A voyage to the East India by F. P. D. S. Bartolomeo. 1800. London.

یہ ایک مشہور اور قابل اعتبار سیاح کا سفرنامہ ہے جس نے ۱۷۷۶ء میں ہندوستان کی سیاحت کی تھی۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۹۴ میں لکھا ہے۔ کہ ہندوستان میں تھوما حواری کے عیسائی اب تک سریانی زبان میں اپنے مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں۔ خدا کو الوہا کہتے ہیں۔ ہولی گھوسٹ کو روحا صلیب کو شلیوا۔ نذر کو قربانا۔ (صفحہ ۱۹۵)

واسکوڈی گاما کے زمانہ تک یہ لوگ مسیح کی الوہیت کے منکر تھے۔ بتوں اور تصویروں کو بُرا سمجھتے تھے۔ مگر ۱۵۹۹ء میں رومن کیتھالک پادریوں کی امداد سے وہ اُن کے ساتھ شامل ہو گئے۔ (صفحہ ۲۰۰) یہ لوگ روزہ رکھتے تھے۔ اور روزوں کے ماہ میں عورتوں سے الگ رہتے تھے ✤

(۵) کلیسیا کا یہودیوں کے ساتھ صحیح برتاؤ۔ مصنفہ سٹرلارڈ مطبوعہ لندن ۱۸۴۳ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"Right attitude + action of the Church Towards the jews." by Jame sstenny Lord - London 1883-

(صفحہ ۹۲) ابتداء میں عیسائی رسولوں کی یہی طریق رہا ہے۔ کہ وہ تبلیغ کے واسطے ایسے ملکوں کو جاتے تھے جہاں پہلے سے یہودی آباد ہوں۔ مالابار کے یہودی اس بات کے قائل ہیں۔ کہ ان کے آباد دس ہزار کی تعداد میں بیت المقدس سے جنوبی ہندوستان میں آئے تھے۔ اور اسی جگہ بود و باش اختیار کی۔ سب سے پہلے جس جگہ آباد ہوئے۔ اُس جگہ کا نام کرنگانور تھا۔ اور ابتک کوچین کے گرد و نواح میں ایک قصبہ ہے جسکا نام متن چری یا یہودیوں کا شہر ہے۔

مالابار کے قدیم عیسائی نماز کے اختتام پر ایک سرے سے دوسرے تک سب پر سلام کرتے ہیں۔ (جیسا کہ مسلمانوں میں السلام علیکم کہا جاتا ہے)

اس کتاب کے بیان سے ایک تو یہ امر واضح ہوتا ہے۔ کہ چونکہ قدیم سے جنوبی ہندوستان میں یہود لوگ موجود تھے۔ اور حواری لوگ ہر جگہ گئے ہیں۔ جہاں کہیں یہود تھے اسواسطے ضرور ہے۔ کہ کوئی حواری جنوبی ہند کو گیا ہو۔ جیسا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک کشمیر کے یہود کے پاس تشریف لے آئے۔ اس سے دکن میں تھوما حواری کے آنے کی خبر کو تائید ملتی ہے۔

دوم۔ قدیم عیسائیوں کا نماز کے بعد السلام علیکم کہنا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ ابتداء حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن لوگوں کو ایسا ہی طریق عبادت کا سکھلایا تھا۔ جسے وہ بعد میں بھول گئے۔ اور حضرت خاتم النبیین سرور انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن گم گشتہ ہدایتوں پر دنیا کو قائم کیا۔

اس جگہ یہ امر بھی غور کرنے کے قابل ہے۔ کہ چونکہ شام کے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دُکھ دیا۔ اور گو یا قتل ہی کر ڈالا۔ اسواسطے انہیں آجتک بھی توفیق نہ ہوئی کہ سب کے سب دین اسلام قبول کر لیں۔ یا عیسائی ہی ہو جائیں۔ لیکن کشمیر کے یہود نے چونکہ اس نبی اللہ کی خاطر کی اور امداد کی اور کوئی مخالفت نہ کی۔ اسواسطے خدا تعالیٰ نے اُنکو توفیق دی کہ اُن میں سے کوئی یہودی نہ رہا۔ اور اُنکو یہ عزت دی گئی۔ کہ ایک نبی اللہ کی قبر اُنکے درمیان اُنیس سو سال سے محفوظ چلی آتی ہے

(۵) ملک چین میں مسیحیت جلد ۱ مصنفہ ایم ایل بے ہیو
Christianity in China Vol. I.
by M. L'Abbe Hue

(صفحہ ۲۹) ہندوستان کے واعظ تھوما حواری تھے۔ جب پنٹی نس (Pantenius) دوسری صدی میں ہندوستان میں آیا۔ تو اُسے معلوم ہوا۔ کہ عیسائیت وہاں جاری ہو چکی تھی۔

(۶) چین میں مسیحیت۔ مصنفہ مارشل مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۸ء
Christianity in India
by J. W. M. Marshall
London 1858

(صفحہ ۴) بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ تھوما حواری نے نہ صرف ہندوستان میں وعظ کیا۔ بلکہ وہ ہندوستان سے ملک چین کو بھی گئے تھے۔

(۷) ہندوستان میں عیسائیت کی تاریخ مصنفہ پادری ہف
History Christianity in India
by Rev Jame Hough - M.A

(جلد ۱ صفحہ ۴۳) مرقس رسول نے سکندریہ سے عیسائی مبلغین ہندوستان کو بھیجے تھے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکثر حواریوں کو ہندوستان کی طرف آنے یا اپنا ایلچی بھیجنے کی فکر لگی رہتی تھی۔ تھوما کا ہندوستان میں آنا تو اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ قبر تک موجود ہے۔ اور خود عیسائی لوگ اُسے تسلیم کرتے چلے آتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق بارتھولیو حواری بھی ہندوستان میں آئے تھے۔ تھدیا کا شمالی ہند کو جانا بھی ثابت ہے۔ مرقس اپنے ایلچی ہندوستان بھیجتا ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ اسواسطے کہ خود حضرت عیسیٰ ہندوستان میں موجود تھے۔ پس اپنے روحانی آقا کی تلاش میں اور اُسکی محبت میں ان سب کا رُخ ہندوستان کی طرف ہو رہا تھا۔ لیکن اصل مطلب کا اظہار چونکہ مناسب نہ تھا۔ کیونکہ مسیح ناصری صلیب سے بچنے کے سبب خفیہ طور پر نکل آئے تھے اور انہوں نے اور نیز فرشتوں نے عورتوں کو صرف اتنی اجازت دی کہ اس بات کی خبر یسوع کے شاگردوں کو کریں دوسروں کو خبر کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔ (دیکھو متی کا آخری باب) بلکہ اتفاقاً کسی نے پہچان بھی لیا۔ تو یسوع جلد وہاں سے غائب ہو گیا (دیکھو لوقا باب ۲۴) اسواسطے وہ امر تو مخفی رہ گیا۔ لیکن ان سب کا ہندوستان کی طرف رجوع کرنا کتابوں اور روایتوں میں شائع ہوتا رہا۔ ایک روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ تھوما نے بی بی مریم کے سامنے اپنے تبلیغی حالات کو بیان کیا جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی ہندوستان میں ہی تھیں۔ اور کچھ عرصہ ہوا ہمارے ایک دوست مولوی غلام دستگیر صاحب احمدی کو جو میلا پور میں رہتے ہیں ایک لیڈی مسٹر فرد نام نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ ایک روایت یہ بھی ہے۔ کہ خود حضرت مسیح بھی ہندوستان آئے تھے۔ بلکہ وہ اس آئے تھے۔ اور ممکن ہے کہ تھوما کا کام دیکھتے گئے ہوں۔ تھوما خود بھی کہتے ہیں کہ مسیح نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ غلام دستگیر صاحب کا خط درج ذیل ہے۔

۲۲-اپریل سنہ ۱۹۱۶ء

مخدومی جناب مفتی محمد صادق صاحب احمدی دام برکاتہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ گذشتہ ماہ ستمبر کا ذکر ہے۔ کہ ایک روز یکشنبہ تو بجے صبح کے قریب جناب مسٹر فرد صاحب سے ملاقات ہوئی جو گرجا سے آرہی تھیں۔ باتوں میں فرمایا۔ کہ حضرت عیسیٰؑ اور ان کی ماں سب یہیں تھے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ) غلام دستگیر فاروقی (از مدراس)

بٹالہ میں احمدیہ قیام گاہ

حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کے عہد خلافت کی برکات میں سے یہ بھی ایک برکت عظیمہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے قادیان آنے جانے والے احمدی احباب کے واسطے بٹالہ میں ریلوے سٹیشن سے بہت قریب وقت بوقت ٹھہرنیکے لیئے ایسی آرام گاہ قائم کر دی ہے جو بہت ہی قابل شکریہ ہے۔ یہ **قیام گاہ** برادرم مکرم **منشی عبدالکریم صاحب احمدی ایجنٹ ماہین فونڈری بٹالہ** کے مکان کے ایک حصہ میں قایم ہوئی ہے۔ جس میں رات دن قادیان آنیوالے اور قادیان سے جانیوالے احمدی بزرگ ٹھہر کر ہر طرح کا آرام پاتے ہیں۔ منشی صاحب موصوف نے اس خدمت کو محض خدا کے واسطے اپنے ذمہ لیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ اکثر احمدی مسافروں کو (جو رات کی گاڑی سے بٹالہ اُترتے ہیں) شب باشی کی تکلیف ہوتی ہے ایسا ہی جو قادیان سے صبح کی گاڑی میں سوار ہونیکے واسطے رات کو بٹالہ پہنچتے ہیں وہ بھی تکلیف اُٹھاتے ہیں اسلیئے ایک حصہ اپنے مکان کا محض ایسے مہمانوں کیواسطے مخصوص کر کے چارپائیوں بستروں اور پانی وغیرہ کا انتظام اُسمیں کر دیا۔ اور اس خدمت کا ان کو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے شوق تھا جسکا انہوں نے حضور علیہ السلام سے اظہار کر کے بٹالہ میں تبادلہ کیلیئے دعا بھی کرائی تھی جو عین مرضی کے مطابق حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کے عہد خلافت میں آپکا تبادلہ بٹالہ ہو گیا۔ اور آپنے اس عہد کو بہت ہی جوش کے ساتھ پورا کیا اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے۔ اور ہر طرح کے فضل اُنپر وارد کرے۔ آمین

اسلیئے حسب خواہش منشی صاحب موصوف بذریعہ اخبار فاروق اعلان کیا جاتا ہے کہ ہر ایک احمدی دوست جنکو بٹالہ ٹھہرنا ضروری ہو وہ مندرجہ صدر پتہ پر ضرور منشی صاحب کے مکان پر پہنچکر فروکش ہوں۔ یہ مکان ریلوے سٹیشن سے بہت قریب ہے۔ وہ خود بھی ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہر ممکن مدد دینے کی کوشش کریں گے۔ خود ہر ایک مسافر کو چاہیئے کہ قادیان آنے جانے کے متعلق اطلاع دیکر اپنے لیئے جگہ مقرر کرا لیا کرے۔ تا کہ بعض اوقات زائد آدمیوں کے لیئے بھی انتظام ہو سکے۔ منشی صاحب موصوف کی خدمت بلاشبہ قابل قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

منشی صاحب موصوف کی خدمت میں عرض ہے کہ اپنے مکان پر ایک بورڈ پر جلی حروف میں مکان کا نمبر اور اس پر لکھوا دیں۔ تا کہ مسافروں کو تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ انشاء اللہ العزیز اسکے متعلق میں مفصل لکھوں گا۔

فہرست کتب فاروق ایجنسی قادیان

ہر ایک کتاب بجائے خود ایک مفید اور علمی خزانہ ہے یہ کتابیں ناول یا افسانہ نہیں تھوڑی تھوڑی تعداد رہ گئی ہے شائقین جلد مستفید ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چار آنے سے کم کی فرمایش نہ ہونی چاہیئے۔ جو کتاب ختم ہو جائے اُس کی روانگی میں مجبوری تصوّر ہو گی۔

نام کتاب		نام کتاب		نام کتاب	
اعلام الناس حصہ دوم۔ بجواب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی قیمت	عہ/	رہنمائے دہلی یادگار قیمت	عہ/	انسان کامل ہر دو حصہ عارف ربانی حضرت سیّد عبد الکریم صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الانسان کامل کا سلیس اُردو ترجمہ مع مختصر تذکرہ مصنف اسمیں تصوف کے تمام اصول و فروع و اصطلاحات کی پوری تشریح موجود ہے۔ حدیث عمار قلب روح کرسی کتب آسمانی فرشتگان لوح قلم وغیرہ کے معانی و اسرار کا مفصل ذکر۔ قیمت رعایتی	عہ/
سواء السبیل حصہ دوم سیّد صاحب	۱۴/	سفر نامہ روم و شام شبلی نعمانی مجلد	۱۴/		
امروہی کے پچاس سوال بٹالوی ہے قیمت	۱۰/	عبرت تمام قصے کہانیوں کی کتابوں اور جھوٹے مخرب اخلاق ناولوں کا پڑھنا بالکل ترک کر دو اور اس مذہبی اور اسلامی کتاب کو پڑھو جسمیں ایک باعظمت تعلیم یافتہ احمدی خاتون نے پُر درد اور دلکش پیرائے میں مذہب اسلام کی سچائی اور عیسویت کی لاجواب تردید عیسائیوں کے گھروں میں آنیکی برائیاں لڑکیوں کو تعلیم مذہب نہ دینے کے نقائص عجیب و غریب پُر لطف داستان میں ناول کے طریق پر بیان کیئے ہیں لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت	۱۰/	
صیانۃ الناس حصہ اول احسن بنظامی	۳/		۳/		
امروہی کا بٹالوی کے نام لاجواب خط۔					
مباحثہ رامپور مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کی تصنیفات بتائید سلسلہ	۲/		۲/		
ختم نبوت کی حقیقت اسمیں اُن تمام احادیث کا جواب مکمل و مبسوط طور پر دیا گیا ہے جنمیں مخالفین سلسلہ احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونیکی ممانعت سمجھکر مباحثات میں ہمارے خلاف پیش کرتے ہیں۔ قابل دید کتاب ہے۔	۸/	بست سالہ عہد حکومت سلطان عبد الحمید خان۔ مجلد قیمت	۸/		
قال اللہ اصلاح البشر علاج حرص اخلاقی قابل ترسائے ہر سہ۔ قیمت	۵/	تاریخ قسطنطنیہ مجلد قیمت	عہ/		
نجات مسیحی و اسلامی نجات کا مقابلہ از قلم خلیفۃ المسیح ثانی رض۔ قیمت		سلطان صلاح الدین	۱۲/		
تاریخ اسپین مجلد یہ ایک زبردست تاریخ اسلامی عروج و حکومت ہسپانیہ کی ہے جسکو انگریزی سے مسٹر محمد احمد صاحب بیرسٹر بنیرہ سر سید مرحوم نے اُردو لباس پہنایا اور عمدہ نفیس دخوشخط کاغذ پر چھپوایا اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے اسکو بہت پسند فرمایا صرف بیس نسخے باقی ہیں مجلد اصلی قیمت للہ رعایتی	۱۲/	سپر پر ند۔ باتصویر قیمت	۱/		
		خیالات دربارہ مستورات حصہ اول و دوم	۱۰/		
		تفسیر القرآن سر سید حصہ اول	عہ/		
		تسلیۃ المصائب و رسالہ منجیات و مہلکات فضائل صبر۔ از قرآن و حدیث و بیان مرحیات و ہلاکت مفصل از قرآن و حدیث مؤلفہ نواب بھوپال اڈیشن اول مجلد قیمت	۱۲/		
		النذیر العریان فی دحکات النیران مؤلفہ صدیق حسن خان۔ دوزخ داہل دوزخ کے حالات قرآن و حدیث سے بیان کیئے ہیں۔ نایاب مجلد قیمت	۳/		
				تذکرۃ المہدی :۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشہور بزرگ نجوم پیر سراج الحق صاحب نعمانی احمدی کے نام سے تمام احباب سلسلہ بخوبی واقف ہیں	عہ/

پیر صاحب موصوف کا وہ لطیف اور معلومات اثر کا ذخیرہ اور ان واقعات صحیحہ کا تذکرہ جو آپنے قریباً بیس سال تک بحضور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رہکر اپنے کانوں سے سُنا اور آنکھوں سے دیکھا اور جو ۱۹۰۱ء سے قبل کسی کتاب یا رسالہ یا اخبار میں شائع نہیں ہوا اس تذکرہ میں پوری تفصیل سے درج کر دیا ہے پیر صاحب موصوف نے اس تذکرہ کو ۱۹۰۲ء سے لیکر دسمبر ۱۹۱۳ء تک قریباً دو سال میں مرتب کیا ہے اور اخبار الحق میں ہفتہ وار متواتر شائع ہوتا رہا اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی نظر عالی سے تمام مکمل گذر چکا اور آپنے اسکو پسند فرمایا ایسا ہی حضرت خلیفہ ثانی فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اسکی اہمیت تعریف کی اور ہمیشہ شوق ذوق سے ملاحظہ فرماتے رہے۔ اس تذکرہ میں بعض بعض ایسے اور مباحثات مخالفین کے تذکرے ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں خصوصاً الدعیانہ اور دعوی کے اُن مشہور مباحثوں کے مسیح چشم دید واقعات جو حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ محمد حسین بٹالوی اور محمد بشیر بھوپالی نے کیئے تھے اور آجتک کسی جگہ اس تفصیل سے بیان نہیں ہوئے درج کیئے گئے ہیں علاوہ ازیں اسمیں حضرت اقدس کے دعوی مسیحیت سے پہلے کے حالات اور بعد دعوے کے واقعات پوری تفصیل سے نقل کیئے گئے ہیں اور نیز وہ مباحثات جو پیر صاحب موصوف نے غیر احمدی لوگوں سے متعلق دعوی حضرت صاحب بعض سفروں میں کیئے بتفصیل موجود ہیں اور جھوٹے مدعیان مجددیت کے حالات جنہوں نے امام الزمان کے زمانہ میں دعوای مجددیت کیا یا لوگوں نے انکو مجدد بنایا مع انکے نام و نشان و انجام کے درج میں یہ تذکرہ تو برائے نام ہے اگر اسکو بست سالہ عہد مہدویت کی تاریخ کہا جائے تو بجا ہے احباب سلسلہ کی پے در پے تحریکوں سے خادم الحق نے اسکو طبع کرنے کی جرأت کی ہے۔ باوجود ضخامت کتاب کے طبع کرنے کی قیمت نہایت ہی کم رکھی ہے عہ/

(بہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مہر قاسم علی ہردو پرائیٹر و پبلشر کیلئے شائع ہوا)